

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیل سکینہ

پاکستان



۷۸۶
۹۲-۱۱۰
یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
Version

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

www.ziaraat.com

Presented by www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL

عقیدتوں کا سفر



سید جاوید رضا

عقیدتوں کا سفر

سید جاوید رضا



عقیدتوں کا سفر سید جاوید رضا کی شاعری کی پہلی کتاب ہے۔ مگر ان کے تخلیقی و فوری سے اُمید بندھتی ہے کہ یہ سفر پوری آب و تاب کے ساتھ اسی طرح جاری و ساری رہے گا۔ کتاب پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث پر ان کی بہت گہری نظر ہے اور وہ اپنی ان روایتوں سے بھی بخوبی واقف ہیں جن کا تعلق خانوادہ نبوت کے مصطفیٰ اور مجتبیٰ بندوں سے ہے۔
افتخار عارف

سید جاوید رضا کا گذشتہ تقریباً آٹھ سالوں کا شاعری کا سفر مجھے حیران کیے ہوئے ہے کہ میرا یہ عزیز ایک مٹھپا ہوا شاعر نکلا جس نے بڑی تیزی کے ساتھ عقیدتوں کا سفر طے کرنا شروع کیا اور متاثر کن حد تک کلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان کے کلام میں گہرائی بھی ہے، عقیدت بھی اور سرکار محمد وآل محمد کی مدحت نگاری کے تمام پہلوؤں کا احاطہ بھی۔ جاوید خوب کہہ رہے ہیں۔ میرے مشاعروں میں بڑی تندہی اور عقیدت سے شرکت کرتے رہے ہیں۔ میں نے ٹیلی ویژن کے مشاعروں میں بھی انکی ندرت خیال اور پر خلوص لہجہ کو سراہا ہے۔ دعا ہے کہ وہ اسی طرح یہ سفر طے کرتے رہیں اور اعلیٰ سے اعلیٰ کلام ہم تک پہنچائیں جو رشتائی ادب میں ایک قابل قدر اضافہ بھی ہوگا۔

نصرت زیدی

سید جاوید رضا نہ صرف ایک اچھے انسان بلکہ ایک جلیقہ شاعر بھی ہیں جنہوں نے اپنے مخصوص لب و لہجہ سے سینئر شعراء کو متاثر کیا ہے۔ شاعری کے مختصر سفر کے باوجود وہ ایک باصلاحیت اور علم سے مامور شاعر کی حیثیت سے جانے گئے ہیں۔ ان کے کلام میں فضائل و مصائب محمد وآل محمد کا بھرپور اور اثر انگیز احاطہ کیا گیا ہے جو قاری کو عقیدت کے جہانوں میں لے جاتا ہے۔ خوشی و انبساط، غم اور درد سے مزین اشعار ہمیں ان عظیم نفوس قدسیہ کے واقعات سے کما کھٹ واقفیت دلاتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ ان کی شاعری نت نئے تجربوں سے گزرے اور عقیدت و مودت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اردو ادب میں قابل قدر اضافہ کا باعث بنے۔

حبیب الرحمن ریاضی کے
ذاتی مطالعہ کی نذر

۱۳ جولائی ۲۰۰۹ء

عقیدتوں کا سفر

حمد، نعت، منقبت، سلام

اور

نوحہ پر مشتمل مجموعہ کلام

سید جاوید رضا

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: عقیدتوں کا سفر

شاعر: سید جاوید رضا

کمپوزنگ:

سن طباعت: جون 2006ء

پہلا ایڈیشن: 200

ناشر: ظفر سنز پرنٹرز، لاہور

صفحات: 153

قیمت: 150 روپے

ملنے کا پتہ:

سید جاوید رضا، مکان نمبر: 27، سٹریٹ نمبر: 10/8-I

اسلام آباد، فون: 4444660



شعر کے آئینہ میں

تاریخ اشاعت

صراطِ حق پہ میں ہوں گامزن بفضلِ خدا

”عقیدتوں کا سفر ہے مرا مُعین“ رضا

نیساں اکبر آبادی ۱۴۲۷ھ



فہرست

صفحہ نمبر

1	افتخار عارف، چیئر مین اکادمی ادبیات پاکستان	۱۔ اثر انگیز سفر
3	نیساں اکبر آبادی	۲۔ عقیدتوں کا سفر
7	نیساں اکبر آبادی	۳۔ نذرانہ عقیدت
9	فردوس عالم، جوائنٹ سیکرٹری، حکومت پاکستان	۴۔ بیاضِ قلب
13	سید جاوید رضا	۵۔ پیش لفظ
21		۶۔ حمد باری تعالیٰ

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

25	باعث تخلیق عالم، صاحب خلق عظیم
26	محمد باعث تخلیق بزم رنگ و رعنائی
27	کیسے ہو بیاں جو کہ ہے شایان محمد
28	جو دل تڑپ کے کرے بار بار ذکر رسول
29	کوئی ہوا احمد مرسل سا بغیر تو ہم جانیں
30	قرآن تیری شان پہ دربارِ مدینہ
32	حق کا رستہ چھوڑ کر کوئے مدینہ چھوڑ کر
33	قطعہ: اے باعث
34	سرورِ دیں کا جو کوئی دل سے غلام ہو گیا
35	مدح سرکارِ رسالت مری قسمت ٹھہری
37	آدم سے پہلے نور تھا جو، وہ نور مجسم کیا کہنا



انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

حضرت صاحب العصر والزمان

امام مہدی علیہ السلام محل اللہ شریف

کی بارگاہِ اقدس میں پیش کرتا ہوں

مولا قبول فرمائیں

رشید امام زمانہ کی معرفت کے بغیر

فقط ہے وہم و گماں لا الہ الا اللہ

(علامہ رشید ترابی)

صفحہ نمبر

38 قطعہ: اپنی ہستی کا
39 مجھے کچھ بھیک مل جائے خدا را یا رسول اللہ
41 ایک بار اٹھکا جو در پہ ترے اب سر وہ کہیں خم کیا ہوگا
42 فردوس بریں ہے کہ مدینہ کی فضا ہے
44 ازل سے ہے مری قسمت میں آرزوئے رسولؐ
46 لبوں پہ ذکر محمدؐ جو ایک بار آئے
48 نور چشم، سرور عالم، سیدنا سرکارِ دو عالم
49 سارے اوصافِ خفی کا بھی بیاں ہو جائے
50 قطعہ: تمہید کن نگاں
51 ہیں قلبِ دروِخِ موز، وہ فیض جاری ہے
52 ہے کوئی ان سے بھی بڑھ کر جسے بڑھ کر لکھوں
54 آمدِ پاک کی جشنِ بہاراں تو دیکھئے
55 ہیں ہاتھ کا سر کا سرنگا ہیں نغماں نغماں
57 مدِ اتقی نبی سے ہوا یہ عیاں مجھے

﴿منقبت﴾

61 رہبرِ مرام علیؑ، مرا مشکلِ شفا علیؑ
62 لب پر نبیؐ کے جب تھی صدا یا علیؑ مدد
64 دنیا کے لئے مرکزِ عرفاں ہے خدیجہ
65 آج پیدا ہوئے امامِ حسنؑ

صفحہ نمبر

66 قطعہ: ایک شہزادہ
67 کعبہ ہے جسکی جائے ولادت تھی تو ہو
69 کتنی ہی رفعتوں کا ہے ایوانِ فاطمہ
71 یہ کس کا جشن ہے کہ گھڑوں پر نکھار ہے
73 حشر تک ایک فضیلت ہے دفائے عباس
74 خوشی ولادتِ عباس کی مناتے ہیں
76 اے عقدہ کشائے دو جہاں ہم کو عطا ہو
78 خوش نصیب کہ آئے ہیں تاجدارِ حسین
79 بہاریں چھا گئیں ہر سو جو گہرا رامت کی
81 قطعہ: عیدِ مہلبہ کا
82 ہے کس کے نور کی عرشِ بریں سے جلوہ فرمائی
84 کعبہ ہے کس کی جائے ولادت علیؑ کی ہے
86 کاغذِ کنزِ خفی واقفِ اسرار کا دن
88 شعر: عطائے رب علیؑ ہے مقامِ آلِ عباؑ
88 قطعہ: اگر ہے عشقِ الہی
89 عقیدتوں کا سفر طے ہوا مرے مولا
91 بانیِ مجلسِ عزاءِ زینب
93 زمانہ دشمن ہوا ہے آقا کہیں بھی جائے اماں نہیں ہے
94 نبیؐ کا ذکر کر کے ذکرِ مرتضیٰؑ نہ کرے
97 خدا کا شیر ہے اور قوتِ خدا ہے علیؑ

صفحہ نمبر

129 حرم کی تیرہ شی مجری علی مٹاتا کون
131 جہاں بھی دیکھ لو اونچا علم حسین کا ہے
133 خلد کی خواہش کریں ہم پڑھ کے آئین حسین؟
135 اندھیری قبر میں ماہ تمام رکھتے ہیں
137 علی کے ہوتے ہوئے جھکوروہ نمائے ملا
139 کر بلا! میں تیری نصرت کا سراپا ہوتا

﴿قطعات﴾

﴿سلام﴾

142 وفا کا ذکر ہوا نیکابا وفا کا نام
144 شعور گریہ آہوں کا، فغاں تراغم
146 عقیدتوں کے سفر کا ثواب رکھتے ہیں
148 کاشف کنز و جیب ازیلی کہتے ہیں
149 غم شہیر دل و جاں سے لگائے ہوئے ہیں
150 وابستہ ہیں یوں دامن آل عبا سے ہم
152 مدیدہ سر ہے، تلاوت ہے اور گلوئے حسین

صفحہ نمبر

99 کھل گئی قسمت کی کلی، نور کی برسات ہوئی
101 نکلے ہیں علم تیرا لئے شہ کے عزادار
103 مخزن رُشد و ہدایت ہیں یہی پنج تن

﴿سلام﴾

107 کس کس کا اس جہاں میں سہارا حسین ہے
108 غم دلوں کو دے اور آشکوں کا سمندر کر بلا
109 چھوڑنا گر چاہے بھی کوئی ٹھٹ نہ سکے دامان حسین
110 دل جو ڈوبا کسی غم میں تو کہا بائے حسین
111 ذبح عظیم، راہ طریقت ہے یا حسین
113 عبادت جس پہ نازاں ہے وہ ہے فیض کا سجدہ
114 در آل محمد سے اٹھوں یہ ہو نہیں سکتا
115 صداقتوں کا تو سارا بحر حسین سے ہے
117 بہشت میں بھی ہم انکا علم اٹھا کے چلے
119 حشر ہو جانا تو ہر سوال محشر دیکھتے
121 سو گواروں کے دلوں سے وہ صدا آتی ہے
123 مصیبتوں میں جوں پر علی کا نام آیا
125 پہل تو جنگ میں ہوتی نہیں سبط پیہر سے
127 سوئے منزل یوں چلا ہے کاروان کر بلا

صدر نشین

اکادمی ادبیات پاکستان
اسلام آباد

افتخار عارف

ستارہ امتیاز، ہلال امتیاز

سید جاوید رضا کے تخلیقی سفر کی مدت ہر چند کہ بہت مختصر ہے مگر اس کم مدت میں بھی اپنے ایمان و ایقان کے سرچشموں کے ساتھ محبت میں شدت کے سبب ان کی مذہبی شاعری کی بہار دیدنی بھی اور شنیدنی بھی۔ مشاعروں میں ان کی نعتیں، منقبتیں اور سلام سننے رہتے ہیں اور بنی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی اور ان کے خانوادہ و الا صفات سے ان کی محبت اور عقیدت کے قرینے ان کے ایک ایک مصرعے میں لودیتے رشک سے دیکھتے رہتے ہیں۔ عقیدے کی تہذیبی جہتوں میں ان کا اخلاص و انہماک لائق احترام بھی ہے اور باعث تقلید بھی۔ ان کی شاعری میں بھی یہ جذبہ موجزن نظر آتا ہے۔

”عقیدتوں کا سفر“ ان کی شاعری کی پہلی کتاب ہے، مگر ان کے تخلیقی دور سے اُمید بندھتی ہے کہ یہ سفر پوری آب و تاب کے ساتھ اسی طرح جاری و ساری رہے گا۔ کتاب پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث پر ان کی بہت گہری نظر ہے اور وہ اپنی اُن روایتوں سے بھی بخوبی واقف ہیں جن کا تعلق خانوادہ نبوت کے مصطفیٰ اور مجتبیٰ بندوں سے ہے۔ اس پس منظر میں ان کی شاعری کو دیکھیں اور پرکھیں تو ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔

افتخار عارف

اسلام آباد
مئی 2006ء

عقیدتوں کا سفر

اجمالی جائزہ

از: نیساں اکبر آبادی

عقیدتوں کا سفر عنوان ہے اس کتاب کا جو محترم سید جاوید رضا کا وہ پہلا مجموعہ کلام ہے۔ جس میں حمد، نعتیں، منقبتیں، سلام اور نو حد شامل کئے گئے ہیں۔ جاوید رضا صاحب سے میرے بہت دیرینہ مراسم ہیں۔ وہ حکومت پاکستان میں جوائنٹ سیکرٹری کے عہدہ جلیلہ پر مامور ہونے کے باوجود ہر قسم کے احساس برتری اور تکبر سے دور ہیں، اتحادِ بین المسلمین کے زبردست داعی، وسیع المشرب، سچے عاشقِ اہل بیت، وضعدار اور پر خلوص انسان ہیں۔ یہ ان کا بے حد خلوص اور پیار ہے کہ اپنے کلام پر تبصرہ کے لئے مجھ سے کہا میں نے اپنی کتب کی اشاعت کے سلسلہ میں مصروفیتوں کے باوجود ان کے کلام پر بھرپور نظر ڈالنے اور تبصرہ لکھنے کے لئے وقت نکالا اور الحمد للہ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ رضا صاحب کے کلام میں محمد و آل محمد کے لئے بے پناہ عقیدت ہے، وہ حالاتِ حاضرہ کے مسائل کا پورا ادراک رکھتے ہیں، شعری محاسن کا پورا لحاظ رکھتے ہیں اور اپنے کلام کے ذریعہ عقیدت اور مودت سے بھرپور پیغام دیتے ہیں۔ انکی ایک نعت کا شعر ہے

فکرِ رساپہ جب پڑا عکسِ جمالِ مصطفیٰ

لائقِ صد ثناء مرا رنگِ کلام ہو گیا

یہ شعر سرکار رسالت مآب سے انکی بے حد عقیدت کا آئینہ دار ہے۔ ایک جگہ کہتے ہیں

اس ذکر سے غم کا نور ہوا اور قریہ جاں میں نور ہوا

یہ دل بھی جلوہ طور ہوا، اے نور و د عالم کیا کہنا

اس شعر کو پڑھتے وقت خاقانی یاد آ گیا۔ شعر کے تینوں ٹکڑے رواں دواں ہیں اور قوافی کا فور، نور طور نے شعر کی ہم آہنگی سے بڑا لطف پیدا کیا ہے۔ ان کا ایک اور شعر ہے۔

قرآن ہے واحد، ہے نبی ایک خدا ایک

اس قوم میں پھر کس لئے یہ شور و دغا ہے

یہ شعر اتحاد بین المسلمین کے لئے دعوتِ فکر دیتا ہے۔ اور جذبہ اخوت کا آئینہ دار ہے۔

حضرت بیدم شاہ دارثی کی زمین میں کبھی گئی نعت کا ہر شعر قابلِ داد ہے۔

مطلع ہے

ازل سے ہے مری قسمت میں آرزوئے رسول

خوشا وہ خاکِ مدینہ، زہے وہ کوئے رسول

سلام میں مجھے ایسے بیٹا را شعرا ملے جن سے اہل بیتِ اطہار کے ساتھ انکی وارفتگی اور مودت کا اظہار بڑے سلیقہ سے کیا گیا ہے۔

رسول و مہدیٰ برحق کے مدعی تو ملے

حسینؑ ہونے کا دعویٰ کسی جگہ نہ ملا

حسین بن نہیں سکتا نہ بن، حسینی بن

بڑیدہ سر سے بچے درسِ کر بلا نہ ملا

اسی طرح وہ ایک جگہ کہتے ہیں

شعورِ گریہ و آہ و بکا، فغاں ترا غم

عمیاں ہے حشر تلک دل میں ہے نہاں ترا غم

عبادتیں تری ہو گئی قبول، شرط بھی سن

ترے لبوں پہ رہے پنجتن، خدا کا نام

میرا ایمان ہے کہ ان کے مختصر شعری سفر نے بفیض سرکار سید الشہداء

کا میا بیوں اور کامرانوں کی منزلیں ملے کرنی شروع کر دی ہیں۔ وہ خوب کہہ

رہے ہیں اور مجھے قوی امید ہے کہ محمد ﷺ و آل محمد ﷺ کی مدح خوانی کا یہ

سفر جاری و ساری رہیگا۔ ان کی کاوشیں رنگ لائیں گی اور ہمیں اعلیٰ سے اعلیٰ کلام

پڑھنے کو ملے گا۔ میں ان کی درازی عمر اور صحت و تندرستی کے لئے دعا گو ہوں۔

نیساں اکبر آبادی

مئی 2006ء

یہ شعر سرکار رسالت مآب سے انکی بے حد عقیدت کا آئینہ دار ہے۔ ایک جگہ کہتے ہیں

اس ذکر سے غم کا نور ہوا اور قریہ جاں میں نور ہوا

یہ دل بھی جلوہ طور ہوا، اسے نور دو عالم کیا کہنا

اس شعر کو پڑھتے وقت خاقانی یاد آ گیا۔ شعر کے تینوں ٹکڑے رواں

دواں ہیں اور قوافی کا نور، نور طور نے شعر کی ہم آہنگی سے بڑا لطف پیدا کیا ہے۔

ان کا ایک اور شعر ہے۔

قرآن ہے واحد، ہے نبی ایک خدا ایک

اس قوم میں پھر کس لئے یہ شور و غما ہے

یہ شعرا اتحاد بین المسلمین کے لئے دعوتِ فکر دیتا ہے۔ اور جذبہ اخوت کا

آئینہ دار ہے۔

حضرت بیہم شاہ وارثی کی زمین میں کہی گئی نعت کا ہر شعر قابلِ داد ہے۔

مطلع ہے

ازل سے ہے مری قسمت میں آرزوئے رسول

خوشا وہ خاکِ مدینہ، زہے وہ کوئے رسول

سلام میں مجھے ایسے بیٹا را شعرا ملے جن سے اہل بیت اطہار کے ساتھ انکی وارفتگی

اور موقوفات کا اظہار بڑے سلیقہ سے کیا گیا ہے۔

رسول و مہدی برحق کے مدعی تو ملے

حسینؑ ہونے کا دعویٰ کسی جگہ نہ ملا

حسین بن نہیں سکتا نہ بن، حسینی بن

بریدہ سر سے تجھے درسِ کربلا نہ ملا

اسی طرح وہ ایک جگہ کہتے ہیں

شعورِ گریہ و آہ و بکا، فغاں ترا غم

عمیاں ہے حشر تلک دل میں ہے نہاں ترا غم

عبادتیں تری ہو گئی قبول، شرط بھی سن

ترے لبوں پہ رہے بچتین، خدا کا نام

میرا ایمان ہے کہ ان کے مختصر شعری سفر نے فیضِ سرکارِ سید الشہداء

کا میا بیوں اور کامرانیوں کی منزلیں ملے کرنی شروع کر دی ہیں۔ وہ خوب کہہ

رہے ہیں اور مجھے قوی امید ہے کہ محمد ﷺ و آل محمد ﷺ کی مدح خوانی کا یہ

سفر جاری و ساری رہیگا۔ ان کی کاوشیں رنگ لائیں گی اور ہمیں اعلیٰ سے اعلیٰ کلام

پڑھنے کو ملے گا۔ میں ان کی درازی عمر اور صحت و تندرستی کے لئے دعا گو ہوں۔

نیساں اکبر آبادی

مئی 2006ء



نذرانہ عقیدت
صنعتِ توشیح میں محترم جاوید رضا کے لئے
نتیجہ فکر : جناب نیساں اکبر آبادی

ج جی میں آیا ہے کہ اک دوست کی خاطر لکھوں
اسکو مومن کہوں ، مخلص کہوں ، شاعر لکھوں

ا اسکے اوصافِ حمیدہ کا کروں کچھ تو بیاں
شخصیت سامنے آ جائے ہو سیرت بھی عیاں

و وہ بلنساں بہت اور خوش اطوار بھی ہے
عاشقِ پنجتنِ پاک ہے دیندار بھی ہے

ے یہ ہر اک مومنِ مخلص کا بہت شیدائی
وہ رقمِ کردوں گا خوبی جو نظر میں آئی

د دل میں ہے آلِ محمد کی محبت کا چراغ
اور بے لوٹِ مودّت کا عقیدت کا چراغ



فردوس عالم

بیاضِ قلب

عقیدتوں کا سفر دراصل حقیقتوں کا سفر ہے۔ وہ سفر جو زندگی کو احساس، شعور اور روشنی عطا کرتا ہے۔ جب یہ سامانِ سفر شعر کے قالب میں ڈھل جائے تو لازوال سرمایہٴ حیات بن جاتا ہے۔

اسی حقیقت کا مظہر برادرِ م سید جاوید رضا کا مجموعہٴ کلام "عقیدتوں کا سفر" ہے اس مجموعہ میں شامل ایک ایک شعر، شاعر کی اس وابستگی کو ظاہر کرتا ہے جو زندگی میں عظمتِ بندگی اور مقصدِ حیات کے باہم ربط سے پیدا ہوتی ہے۔

سید جاوید رضا صاحب سے میری ملاقات ایک دو دن کی بات نہیں بلکہ برسوں پر محیط ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ میرے عقیدتوں کے سفر کے ساتھی ہیں بلکہ سفر روزگار میں بھی میرے ساتھ رہے ہیں۔ خاصا عرصہ صرف بیاض کے تعلق ہی سے نہیں بلکہ فائل (File) کے تعلق سے بھی ایک ساتھ گزرا ہے۔

محترم جاوید رضا صاحب کا زیرِ نظر مجموعہٴ حمد، نعت، منقبت، سلام اور نوحہ پر مشتمل ہے۔ اگرچہ یہ تمام اضافِ سخن اپنی اپنی جگہ نفسِ مضمون کے اعتبار سے جداگانہ طور پر پہچانی جاتی ہیں لیکن مقصدیت اور جذبہ کے لحاظ سے ایک خاص قدرِ مشترک رکھتی ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ جاوید رضا صاحب نے ان تمام اضافے متعلق اپنی شعری تخلیقات کو یکجا طور پر شائع کیا ہے۔

میری نظر میں سید جاوید رضا صاحب بنیادی طور پر وضعدار اور روایت پسند شخصیت کے حامل ہیں اس لئے ان کی شاعری میں بھی اردو کے بزرگ شعراء

راستی اُسکا چلن صلحِ حسن اُسکا شعار
خوش دل و نیک سیئر اور ہے وہ خوش گفتار

ض ضیقِ فرصت میں کہاں کھینچ سکوں گا نقشہ
وُھندلا وُھندلا ہی نظر آئے گا اس کا چہرہ

ا اُسکی ہر خوبی تو قرطاس پہ لانے سے رہا
وہ بیاں کر دیا نیساں نے جو اسکو سمجھا

اس مجموعہ کلام کا نام جاوید صاحب کے اس شعر میں مکمل طور سے نظر آتا

ہے:

عقیدتوں کا سفر طے ہوا میرے مولا
مجھے بھی اذنِ حضوری ملا میرے مولا

یہ شعر اس وقت کی یاد تازہ کرتا ہے جب سید جاوید رضا کو حضرت امام رضاؑ کے روضہ مبارک کی زیارت نصیب ہوئی۔ جب دل میں اظہارِ محبت ہو تو ہر شعر اسی جذبہ کا مظہر ہوتا ہے۔ وہ جذبہ جو کبھی خُلقِ عظیم کا تذکرہ کرتا ہے۔ کبھی مدینۃ العلم اور بابِ مدینۃ العلم کا ذکر نصیب ہوتا ہے۔ اور کبھی مجددِ حق کے بیان کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ بقول رضا صاحب:

عبادت جس پہ نازاں ہے وہ ہے شبیر کا سجدہ
جو محشر تک نمایاں ہے وہ ہے شبیر کا سجدہ

جس محبت اور خلوص کے ساتھ جاوید رضا صاحب نے اشعار کہے ہیں وہ ان کے لئے واقعی سعادت کا حصول ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ان کے اس مجموعہ میں شامل اشعار کا مطالعہ کریں۔ اس نوعیت کے اشعار کا مطالعہ بھی کسی سعادت سے کم نہیں۔ اس مجموعہ کی اشاعت پر جاوید رضا صاحب کو میری طرف سے دعاؤں کا تحفہ پیش خدمت ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس مجموعہ میں شامل تمام

کی روایات نمایاں طور پر موجود ہیں۔ خصوصیت سے جوش ملیح آبادی کے کلام کی گھن گرج، استادِ قمر جلالوی کا اندازِ تعزّل اور نجمِ آفندی کا شاعرانہ حسن جاوید رضا صاحب کے لئے رہنمائی کا ذریعہ نظر آتا ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ جاوید رضا صاحب کوئی اتفاقیہ شاعر نہیں ہیں بلکہ شاعری ان کی سرشت میں موجود ہے۔ شعرِ نبوی اور سخنوری ان کی تربیت میں شامل ہے۔ ان کے والد ڈاکٹر سید ظفر یاب علی مرحوم اپنے وقت کی ایک اہم دانشورانہ شخصیت اور شاعرانہ صلاحیت کے مالک تھے۔ محکمہ اطلاعات ہے وابستگی کے باعث علمی اور ادبی سرگرمیوں سے خاصا تعلق رہتا تھا۔ یہی سبب ہے کہ محافل و مجالس کا اہتمام و انصرام اور نہایت عقیدت کے ساتھ محافل و مجالس میں شریک ہونا، جاوید صاحب کو ورثہ میں ملا ہے۔ اسی ورثہ کی توانائی نے ان سے یہ حمد یہ شعر کہلایا:

تصورات سے علم و عمل تک آپہنچا
نخن کے دُر کئے وا اس نے ہر دعا کے بعد

اس طرح کے اشعار کہنا یقیناً عطاءِ الہی ہے۔ یہ اظہارِ محبت ایک مسلسل عمل ہے۔ ایک ایسا عمل جو زندگی کا شعار بن جاتا ہے۔ بقول شاعر:

قلم نے نعتِ نبی ایک بار جو لکھی
بنالیا ہے اب اپنا شعار ذکرِ رسولؐ



پیش لفظ

عقیدتوں کا سفر میرا پہلا مجموعہ کلام ہے جس میں گزشتہ سات آٹھ سال کے دوران کہی گئی حمد، نعتیں، منقبتیں، سلام اور نوحہ شامل ہیں۔ میرا شعری سفر مختصر ہے لیکن جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ میرے بہت ہی محترم بزرگوں، دوستوں اور کرم فرماؤں کی دعاؤں اور نیک خواہشات کے طفیل مودت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا رہے گا۔ ان میں سے بیشتر کلام مختلف محافل و مجالس میں پڑھا جاتا رہا ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان ٹیلی ویژن، نجی ٹیلی ویژن چینل اور ریڈیو پاکستان میں بھی پڑھنے کا موقع میسر آیا ہے۔ اخبارات اور رسائل میں بھی اسے پذیرائی ملی جس کے لئے میں اپنے تمام احباب اور بھی خواہوں کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔

سرکار محمد ﷺ و آل محمد ﷺ کی مدح خوانی کا سلسلہ بھی بڑا عجیب ہے۔ ملک کے ممتاز شاعر جناب افتخار عارف کا ایک شعر ہے۔
وَعَالِغَيْرِ، اجازت بغیر، اِذْنِ بغیر
ہم ایک لفظ سپر و قلم نہیں کرتے۔

اس لئے میں خداوند قدوس کی ان مقرب ترین ذوات قدسیہ کی پاک بارگاہ میں ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بندہ عاجز و پُر تقصیر کو اس لائق سمجھا کہ اس سے اپنی مدح کروائے میں دفتری مصروفیات میں الجھا ہوا شخص

اشعار کتنے عرصہ میں کہے گئے ہیں۔ لیکن مجھے اتنا یقین ہے کہ یہ تمام اشعار ابھی ان کی بیاض سے منظر عام پر آئے ہیں۔ نہ معلوم ابھی کتنے ایسے اشعار ہیں جو شاعر کی بیاض قلب میں درج ہیں۔

فردوس عالم

اسلام آباد
۱۷ اپریل ۲۰۰۶ء



کہاں ان عظیم نفوس کی مدح سرائی کرتا کہ جنکا مدح خواں خود خداوند عالم ہے اور جنکی تعریف و توصیف کا حق کوئی بندہ بشر ادا نہیں کر سکتا۔ یہ تو محض ان عظیم انسانوں کی نظر کرم اور احباب کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ آج مجھے شاعر اہل بیت ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ میں اس سلسلے میں برصغیر کے عظیم عالم دین آیت اللہ سید عقیل الفروہی کا وہ دعائیہ جملہ بھی فراموش نہیں کر سکوں گا جو انہوں نے ایک مجلس عزاء سے قبل مجھ سے کہا تھا "آپ سلام نہیں کہتے آپ انشاء اللہ سلام کہیں گے اور میں سنوں گا"۔

یہ جملہ میرے قلب و روح میں ایسا سرایت کر گیا کہ مولانا نے مجھے وہ سعادت بخشی کہ جس کا میں تا حیات شکر ادا کرتا رہوں تو بھی کم ہوگا۔

میں اپنے اس اولین مجموعہ کلام کی اشاعت کے سلسلہ میں اپنے دوستوں اور ساتھیوں کا مشکور ہوں جو مجھے کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں مفید رہنمائی اور مشورے دیتے رہے ان میں جناب انیس الحنین نقوی، (سابق چیئرمین ٹیلی کام فاؤنڈیشن) جناب انجم خلیق، جناب بشیر حسین ناظم، علامہ منظر عباس نقوی، علامہ سید آل احمد بلگرامی (آف کراچی)، خواجہ شاہ محمد بسطنین شاہ جہانی، میاں تنویر قادری، عابدہ تقی، اختر عثمان، اختر شیخ، منظر نقوی، نصرت زیدی، محبوب ظفر، حسن زیدی، مسرور جالندھری، عرش ہاشمی، علامہ قمر رویتی، جناب فضل عباس زیدی، اور بے شمار شعرائے کرام، دانشور اور افسران شامل ہیں۔ یہ حضرات کلام سے

متعلق اپنی قیمتی آراء سے بھی نوازتے رہے ہیں۔ پہلے مجموعہ کلام ہونے کے ناطے میں نے پوری کوشش کی کہ شروع سے لے کر آخر تک کہنہ مشق شاعر کے تبصرے سے فیض حاصل کیا جائے، اس سلسلے میں مجھے بزرگ شاعر حضرت نیساں اکبر آبادی کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ جنہوں نے نہ صرف میرا کلام پڑھا، بلکہ اس پر اپنی رائے سے بھی نوازا۔ قطعہ تاریخ بھی کہا میرے ذاتی مراسم کے حوالے سے انہوں نے صنعت توشیح میں اشعار کہے جو اس کتاب کی زینت بنے ہیں۔ میں ان کی درازی عمر، صحت و تندرستی کے لئے دعا گو ہوں۔

میرے غریب خانے پر بے شمار مشاعرے منعقد ہوتے رہے ہیں جن میں ملک کے ممتاز شعراء نے شرکت کی اور اپنے کلام بلاغت نظام سے ہمیں نوازا۔ میں ان سب کا بے حد مشکور ہوں۔ ان کی محبتوں اور لطف و اکرام نے مجھے حوصلہ بخشا کہ شاعری کا سفر جاری و ساری رہے اور مجموعہ کلام کتابی شکل میں تیار ہو جائے۔ محترم افتخار عارف صاحب کی خصوصی توجہ و دلچسپی پر انکا مشکور ہوں

میں جب مدحت محمد و آل محمد کے اس سفر کا جائزہ لیتا ہوں تو مجھے یادوں کے افق پر اپنی انتہائی پیاری اور ہر دل عزیز والدہ محترمہ صابرہ خاتون کی جھلک نظر آتی ہے کہ جو ایک چھوٹے سے بچے کی انگلیاں تھامے ان ذوات مقدسہ کی محافل میں لئے جا رہی ہیں۔ جہاں انوار رسول و آل رسول کے برکات سے مہمان آل محمد کی کثیر تعداد فیض حاصل کر رہی ہے۔ اسی طرح سے میرے والد محترم ڈاکٹر

سید ظفر یاب علی کی دینی راہنمائی بھی میرے لئے مذہب اسلام سے دلچسپی لینے کا باعث بنی۔ میرے سکول کے زمانے کے اساتذہ شاعر اہل بیت حضرت ظفر جو پوری مرحوم اور زاہد فتح پوری مرحوم نے بھی شاعری ذوق و شوق کو صقل کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ میں نے اردو کے اکثر اساتذہ شعراء کا کلام سنا اور ان سے شعری فیض حاصل کیا۔ ان میں استاد قمر جلالوی، حضرت جوش ملیح آبادی، فیض احمد فیض، عروج بجنوری، شاواں و بلوی، ساحر فیض آبادی، وحید الحسن ہاشمی، افتخار عارف اور بہت سے دوسرے شامل ہیں۔ زاہد صاحب کے بیٹے انوار حسین کراچی کسٹم میں ملازم ہیں میرے بچپن کے ساتھی ہیں اور اپنے والد کے مجموعہ کلام چھپوانے میں خاصی دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی ابرار حسین بہترین سوز خوان اور نعت خوان ہیں، انہوں نے میرے کلام کا منتخب حصہ اپنے سحر انگیز ترنم میں کیسٹ کی شکل میں ریکارڈ کیا ہے جس کے لئے میں ان کا بے حد ممنون و مشکور ہوں۔ ان کے دیگر بھائی مختار اور زوار بھی سوز خوانی اور مدحت محمد و آل محمد میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ یقیناً ان سب حضرات کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ میرے کلام کو چھپوانے میں میرے دفتر کے ساتھیوں نے بھی بڑی دلچسپی کا اظہار کیا جس کے لئے میں انکا ممنون ہوں۔ میں اپنی اہلیہ ثروت رضا کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے گھر کی دیگر مصروفیات کے شانہ بشانہ مشاعروں کی مصروفیات اور کلام کی چھپوائی کے سلسلے میں کی جانے والی

کاوشوں کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی بلکہ میری کوتاہیوں کو نظر انداز بھی کیا۔ ان کا تعلق پیارے صاحب رشید اعلیٰ اللہ مقامہ (داماد حضرت میر انیس اعلیٰ اللہ مقامہ) کے خانوادہ سے ہے اور ان کے گھرانے کی رثائی ادب کے سلسلہ میں خدمات سے کون واقف نہیں۔

میرے قریبی اعضاء جن میں میرے برادرین خورد انجینئر سید شعیب رضا، ڈاکٹر احسن رضا (مقیم امریکہ) اور خورشید انور، جناب محمد مہدی زیدی ناطق بجنوری، ناصرہ بلگرامی، فاطمہ اسد، حسن امام رضوی شامل ہیں۔ اس مجموعہ کلام کی اشاعت کے لئے حوصلہ کا باعث بنے۔ میری اولاد یوسف رضا، عصمت زہرا اور علی رضا نے بھی کلام کی اشاعت کے لیے بے حد دعائیں کیں۔ میں ان سب کا مشکور ہوں۔ سرکاری افسران میں جناب جلیل عباس سیکرٹری، وزارت ثقافت و کھیل، شہزاد شیخ سیکرٹری، وزارت بہبود آبادی، جناب محمد عباس ایڈیشنل سیکرٹری، وزارت مواصلات، جناب فردوس عالم جوائنٹ سیکرٹری وزارت مواصلات، سیف علی ڈپٹی سیکرٹری، وزارت سیاحت، جناب مظہر السلام، ڈائریکٹر لوک ورثہ، جناب عکسی مفتی، ایگزیکٹو ڈائریکٹر لوک ورثہ اور بہت سے دیگر شامل ہیں۔ میں ان سب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کلام کی اشاعت کے مرحلہ تک میری بے حد حوصلہ افزائی کی اور میری شاعری کی اشاعت کو پذیرائی بخشی۔

آخر میں اپنی لغت اور سلام کے چند منتخب اشعار آپ کے ذوقِ مطالعہ کی نذر کرتا ہوں۔ اس دعا کے ساتھ کہ خداوندِ عالم بارگاہِ پنجتن میں قبولیت کا شرف بخشے اور ہمیں شاعری کے ذریعے سے سعادتیں حاصل کرنے کی توفیق عطا ہو۔ مجھے شاعری میں کسی قسم کا دعویٰ نہیں کرنا صرف اور صرف عقیدت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ محترم ذواتِ مقدسہ قبول کر لیں تو ہماری بخشش کا سامان ہو جائے گا۔

﴿نعت﴾

ہے یہ الزام کہ دیں پھیلا بزورِ شمشیر
کوئی مانے گا اگر خُلقِ بنی پر لکھوں
لیوں پہ ذکرِ محمدؐ جو ایک بار آئے
مہک گلؤں کو طے وجد میں بہار آئے
ازل سے تابہ ابد اک سفر ہے خوشبو کا
کہاں کہاں نہیں پھیلی ہے مشکبویٰ رسولؐ
فکرِ رسا پہ جب پڑا عکسِ جمالِ مصطفیٰؐ
لائقِ صد ثناء مرا رنگِ کلام ہو گیا

﴿منبقت﴾

مرنے کی آرزو میں مرا جا رہا ہوں میں
ہوگی لحد میں جس کی زیارت تم ہی تو ہو
علیؑ کا حشر میں نعرہ لگا کے دل بولا
ہر ایک دور میں نصرت کا واسطہ ہے علیؑ

﴿سلام﴾

حسین بن نہیں سکتا نہ بن حسینیؑ بن
بریدہ سر سے تجھے درسِ کربلا نہ ملا
زباں کو جرأتِ اظہار مل گئی بھی تو کیا
زباں کے بس میں کہاں جو کرے بیاں ترا غم

اسلام آباد
مئی 2006ء
سید جاوید رضا



حمد باری تعالیٰ

ہر ابتداء سے ہے پہلے ، ہر انتہاء کے بعد
خُدا سمجھ میں کہاں عقلِ نارسا کے بعد
عبادتوں کا ہے مرکز وہ حامد و محمود
ثناء کرو تو اُسی نکتہء ثناء کے بعد
صدائے گُن فیکون سے وجودِ کون و مَکَان
مجال ہے نہ ہو ظاہر اس اک صدا کے بعد
تصویرات سے علم و عمل تک آپہنچا
نُخن کے دَر کئے وا اُس نے ہر دُعا کے بعد
نہ آگہی میں مزہ ہے نہ بندگی میں کوئی
نہ ہو جو ذکرِ رسولِ خُدا ، خُدا کے بعد
کچھ اور بخششِ عصیاں کے واسطے کرلوں
بِدا یہ آئی کہ سجدے کرو خطا کے بعد
نہ ہو جو اِذنِ الہی تو اے رضا یہ سمجھ
کہ ہے یہ مصلحتِ ایزدی ، دُعا کے بعد

نعت



باعثِ تخلیقِ عالم ، صاحبِ خلقِ عظیم
ہاں وہی ذاتِ محمدؐ جو ہے محبوبِ کریم
خلق اُسکے نور کو اللہ نے پہلے کیا
پنجن اُس نور کے پر تو جو ہے سب سے قدیم
بُنبشِ ابرو سے رُک جاتی ہے نبضِ کائنات
جانتے ہیں یہ حقیقت صاحبِ عقلِ سلیم
آرزو یہ ہے کروں مولائے کل پر میں نثار
نقدِ جاں سے بھی سوا ہے جو بھی شے ربِ کریم
رحمتِ للعالمین ، اے شافعِ روزِ جزا
ہو عطا دے گنہگاروں کو یوں فضلِ عظیم
کفر اور الحاد کی تاریکیاں فی النار ہوں
زندگی ہو ضوفشاں ، مسلم کی اے عادل ، رحیم
تیرا جو گستاخ ہے ، اللہ کا گستاخ ہے
تا ابد اتر رہے گا ہے ، یہ اعلانِ کریم
ہے شریعت نام اسکا اور طریقت اے رضا
اتباعِ مصطفیٰ ہے حکمِ رحمان و رحیم



محمدؐ باعثِ تخلیقِ بزمِ رنگ و رعنائی
اُسی سے رونقیں ہر سو وہی عقبیٰ کی زیبائی
رسالت کی رضا کیا ہے فقط حکمِ الہی ہے
عبثِ ناداں اُلجھتا ہے ، فضیلت کس نے کیوں پائی
نفسِ بے قریب نہیں وجہِ فضیلتِ آلِ اطہر کی
رضائے مطمئنِ نفساں ، رضائے حق ہی کہلائی
بفصلِ خالق یکتا ، شہہ لولاک کی رحمت
خطا کاروں کے سر پر صورتِ ابرِ کرم چھائی
مدینہ کی فہائیں اسطرح چھائیں مرے دل پر
نہ خوفِ سختی منزل ، نہ فکرِ آبلہ پائی
محمدؐ مصطفیٰؐ کا ذکر لب پر جس گھڑی آیا
نشاط انگیز لمحوں نے ہماری کی پذیرائی
ہے سیدھا راستہ میرے نبی کی پاک سیرت کا
جزا اس کو ملی جس نے بھی توفیقِ عمل پائی
رضا نعتِ نبی کہنا سعادت ہی سعادت ہے
بجزِ چشمِ کرم ہوتی نہیں اس در پہ شنوائی



کیسے ہو بیاں جو کہ ہے شایانِ محمدؐ
خود خالقِ اکبر ہے ثنا خوانِ محمدؐ
کردار کی عظمت ہیں وہ اخلاق کے پیکر
دشمن بھی بالآخر ہوا قربانِ محمدؐ
رحمت کی گھٹا چھائی ہے دُنیا ہو کہ عقبیٰ
کتنا ہے سکوں بخش یہ فیضانِ محمدؐ
اُمّت ہے گنہگار بہت ، ہادیٰ برحق
ہم پر بھی عطا ہو کبھی بارانِ محمدؐ
خدمت میں رسولِ عربیؐ کے اوطالب
دشمن ہے جہاں ، پر وہ ہیں قربانِ محمدؐ
اس در کی غلامی سے ہے بڑھ کر کوئی رتبہ
جبریلِ امیں ہو گئے دربانِ محمدؐ
ملتا ہے اُسی در سے رضا مانگ کے دیکھو
حسنینؑ کا صدقہ ہے ، وہ ہیں جانِ محمدؐ



جو دل تڑپ کے کرے بار بار ذکرِ رسول
 حریمِ جاں کو کرے مشکبارِ ذکرِ رسول
 قلم نے نعتِ نبی ایک بار جو لکھی
 بنالیا ہے اب اپنا شعارِ ذکرِ رسول
 دلوں سے پھر نہ اٹھے گا کبھی غبارِ الم
 رگوں میں جب ہو بسا تیرا پیار ، ذکرِ رسول
 تیرا لباس ہے شرع ، قرآن تیری کتاب
 خدا تو آپ کرے بے شمار ، ذکرِ رسول
 نبی و آلِ نبی کا قصیدہ خواں قرآن
 ہر ایک صاحبِ ایمان کا پیار ، ذکرِ رسول
 ترے لئے ہی تو یہ کائنات خلق ہوئی
 ریاضِ وھر میں وجہِ بہار ، ذکرِ رسول
 شفاعتِ شہید والا کا منتظر ہوں رضا
 ہے منکرینِ شفاعت پہ بار ذکرِ رسول



کوئی ہو احمدِ مرسل سا پیغمبر تو ہم جانیں
 ہو ثوری پر بشر کے خیر کا پیکر تو ہم جانیں
 ملکِ دربان ہو جسکا ہو ایسا در تو ہم جانیں
 بجز احمدِ نبی کی آل ہو اطہر تو ہم جانیں
 قرآنِ پاک جیسا معجزہ کس کو ملا حق سے
 اور اسکی ہو تلاوت نوکِ نیزہ پر تو ہم جانیں
 مصائبِ انبیاء سے بڑھ کے سہہ کر ، خلق کا پیکر
 کوئی ہو رحمتِ عالم سا پیغمبر تو ہم جانیں
 فضائل کیا ، خصائل کیا ، نبوت کیا ، رسالت کیا
 محمد مصطفیٰ سے ہے کوئی بڑھ کر تو ہم جانیں
 وہ نورِ اولیں جسکے لئے دُنیا ہوئی پیدا
 خطا کا کوئی پتلا ہو گواہ اس پر تو ہم جانیں
 یقین و علم و الٰہ آگہی ختمِ رسل سے ہیں
 عطا کردے یہ سب جھوٹا نبی گھر گھر تو ہم جانیں
 رضا سجدہ عروجِ بندگی شرعِ محمدؐ ہے
 مگر سجدہ کرے کوئی تہہ خنجر تو ہم جانیں



قربان تیری شان پہ دربارِ مدینہ
 سرکارِ مدینہ مرے سرکارِ مدینہ
 ہے اشک رواں سامنے روضہ کی ہے جالی
 ہو حدِ ادب ہے یہی دربارِ مدینہ
 لوٹے گا نہ خالی تجھے بن مانگے ملے گا
 محبوبِ خدا ہے مرا 'مختارِ مدینہ
 جلوے ترے جلوئے ہیں یہ جلوے ترے جلوئے
 انوارِ مدینہ ہیں یہ انوارِ مدینہ
 اب میری نگاہوں میں کہاں 'مخلدِ بریں ہے
 ہے گلشنِ رضواں پس دیوارِ مدینہ
 سرکار کے صدقے میں جسے اوج ملا ہے
 اس اوج پہ نازاں ہے پرستارِ مدینہ
 صہیائے موذت سے ہے سرمستِ مرا دل
 دامن میں لئے حسرتِ ویدارِ مدینہ
 ہو کے جو مدینہ سے گئے خلدِ بریں کو
 واں بھی نظر آئے ہمیں انوارِ مدینہ



غیروں پہ تو الطاف ترے سب سے جدا ہیں
 اپنوں پہ کرم خاص ہے سرکارِ مدینہ
 اس حُسنِ تکلم پہ ہوں کونینِ تصدق
 قربان ہیں جس پر در و دیوارِ مدینہ
 اک چشمِ کرم آپکی سرکار جو ہو جائے
 کھل جائیں مری آنکھ پہ اسرارِ مدینہ
 سجدہ ہے رضا اسکو جو ہے لائقِ سجدہ
 اُلفت ہے تری آل سے سردارِ مدینہ



حق کا رستہ چھوڑ کر کوئے مدینہ چھوڑ کر
 کچھ نہ پاؤ گے محمدؐ کا سہارا چھوڑ کر
 انکی صورت ، انکی سیرت ، مظہر نورِ خدا
 مان لو نوری ہیں وہ سب کچھ خدا چھوڑ کر
 شافعِ روزِ جزا ، اے دینِ کامل بالیقین
 پالیا ہے آپکو سارا زمانہ چھوڑ کر
 پیرویِ مصطفیٰ کی بوذر و سلمان نے
 ساری دُنیا چھوڑ کر ، اپنا پرایا چھوڑ کر
 دے محمدؐ جو بھی لے لو روک دے جس سے رُکو
 حکمِ ربیٰ پر عمل ہو ، ہر بہانہ چھوڑ کر
 ذو العشرہ میں رسالت کی گواہی ہیں علیؑ
 ساتھ دیں گے اور نہیں جائیں گے تنہا چھوڑ کر
 یہ شبِ معراج ہے ، انسان کی معراج ہے
 مصطفیٰ کو ربؐ بلائے ، ساری دُنیا چھوڑ کر
 جکو ربؐ نے وی اجازت بخشوائیں گے رضا
 خلد میں پہنچیں گے کیسے انکا رستہ چھوڑ کر

-- قطعہ --

اے	باعثِ	تخلیق	جہاں	اور کئی
اے	بحرِ کرم	تا	بہ کراں	اور کئی
اک	چشمِ کرم	اُمّت	مرحوم	پہ ہو
اے	واقفِ	اسرار	زماں	اور کئی



(زائد پوری مرحوم کی زمین میں)

سرور دیں کا جو کوئی دل سے مَلام ہو گیا
رب کریم کا کرم اس پر تمام ہو گیا
اسکی نگاہ میں کہاں خلدِ بریں کی رفعتیں
جلوۂ عشقِ مُصطفیٰ جس پہ مدا م ہو گیا
خود سے کبھی نہ کچھ کہا ، اسکا ہے قول ، قولِ رب
قولِ نبیؐ پہ جو مٹا ، مرجعِ عام ہو گیا
باعثِ خلقتِ جہاں ، نورِ ازل سے تا ابد
رحمتِ عالمیں کا فیض ، فیضِ دوام ہو گیا
عشقِ نبیؐ جسے نصیب جاہ و جلال کیا کرے
نازشِ دو جہاں بنا ، کیا مقام ہو گیا
فکرِ رسا پہ جب پڑا عکسِ جمالِ مصطفیٰ
لائقِ صدِ ثنا مرا رنگِ کلام ہو گیا
در پہ جو انکے آگئے کیف و سرور چھا گیا
دل کا معاملہ تھا کہ سب انکے نام ہو گیا
یادِ نبیؐ میں اے رضاؔ لمحہ بہ لمحہ ہر گھڑی
آتشِ رواں کے سیل سے میرا بھی نام ہو گیا



مدحِ سرکارِ رسالتِ مری قسمت ٹھہری
ہر فضیلت سے ہے بڑھ کر یہ فضیلت ٹھہری
اے رسولِ عربیؐ ! عرش پہ تیرے جلوے
فرش پہ تیرے قدم ، فرش کی عظمت ٹھہری
رحمتِ سیدِ لولاکِ جہانوں پہ محیط
پر تو رحمتِ باری تری رحمت ٹھہری
تیرا منشورِ زمانوں کو سکھائے تہذیب
حق سے دوری کا سبب تیری عداوت ٹھہری
کج گلاہوں کو ترے در سے سدا اُدج ملا
وہ شہنشاہی ملی جسکی جلالت ٹھہری
صاحبِ شریعتِ اولیٰ تو نبیؐ تھے موجود
اے مرے ختمِ رسل ، تیری شریعت ٹھہری
بن کے محبوبِ خدا ، یوں شبِ معراج چلا
حاصلِ کون و مکان ، تیری موّت ٹھہری
جسکو طیبہ کی گھنی چھاؤں مقدر سے ملے
خلدِ کیوں راس ہو اسکی یہی جنت ٹھہری



آدم سے پہلے نور تھا جو ، وہ نور مجسم کیا کہنا
 اس نور کے صدقے خلق ہوئے کتنے ہی عالم کیا کہنا
 ہے نور محمد پر تو رب ، جلوے ہیں فراواں کیا کہنے
 اس نور کے حصے آلِ عبا ہیں کتنے مکرم کیا کہنا
 یسین و طہ ، ختمِ رسل ، اے رحمتِ عالم ، مالکِ کل
 ہے تو ہی صراطِ رب کا پل ، اے رہبرِ اعظم کیا کہنا
 طوبیٰ کی ٹھنڈی رت تو ملی ، طیبہ کی گھنی چھاؤں تو نہ تھی
 ہے یادِ نبی پھر یادِ نبی ، اس یاد کا عالم کیا کہنا
 ثقلین کی قسمت تیری عطا ، جو چاہا تجھ سے مانگ لیا
 منکوں کا ٹھکانا در تیرا ، اے رحمتِ عالم کیا کہنا
 اس ذکر سے غم کا نور ہوا اور قریہ جاں میں نور ہوا
 یہ دل بھی جلوۂ طور ہوا ، اے نور دو عالم کیا کہنا
 اس شانِ رسالت پہ قربان جسمیں ہیں صفاتِ رب پنہاں
 بس فرقِ عبد و رب ہے جہاں ، ممدوحِ دو عالم کیا کہنا
 جتنے تھے مصائبِ نبیوں کے وہ ایک محمدؐ نے جھیلے
 اور خلق میں ہے سب سے بڑھ کے ، کتنا ہے مکرم کیا کہنا

مجھکو واعظ نہ جہنم سے ڈرا ، دمِ ہمہ دم
 اَلْفِتِ آلِ عبا ، وجہِ شفاعت ٹھہری
 اے فرشتو ! تیرا سردار ہے دربانِ نبیؐ
 خدمتِ آلِ نبیؐ جسکی فضیلت ٹھہری
 اے رضا انکے غلاموں میں ترا نام آیا
 پالیا عز و شرف ، خلق کی حسرت ٹھہری

عرفانِ نبی ہے اسکو رضا جو اجر رسالت سمجھا تھا
یہ اجر ہے عشقِ آلِ عبا ، اس اجر کا عالم کیا کہنا

-- قطعہ --

اپنی ہستی کا یوں قصہ پاک ہو
ہمکو طیبہ کی میسر خاک ہو
جان نذرانہ کروں اُنکے حضور
دل بھی روئے آنکھ بھی نمناک ہو

مجھے کچھ بھیک مل جائے خدا یا رسول اللہ
کہ میں بھی نام لیوا ہوں ، تمہارا یا رسول اللہ
کچھ ایسے در بھی دیکھے ہیں جہاں پر خاک اڑتی ہے
جہاں رونق ہے وہ در ہے تمہارا یا رسول اللہ
مُغلامی نے تو بخشی ہے سرفرازی مجھے ایسی
مجھے منصب نہ دولت ہے گوارا یا رسول اللہ
غم و اندوہ کی ایسی سیہ راتیں یہ تنہائی
کدھر جائے زمانے بھر کا مارا یا رسول اللہ
پئے حرص و ہوس دنیا کے طوفاں میں گھرا ایسے
نظر آتا نہیں مجھکو کنارا یا رسول اللہ
میں اپنا نعت نذرانہ عقیدت سے سجا لایا
مری قسمت! اگر لے لیں خدا یا رسول اللہ
بہت سی آرزوئیں کب سے سینے میں مچلتی ہیں
مری قسمت کا چمکا دو ستارہ ، یا رسول اللہ
ہر اک بگڑی بنانے کی رہی ہے معترف دُنیا
مری جانب بھی ہو جائے اشارہ یا رسول اللہ

ہوئے سب رنج و غم مفقود ، ہر مشکل ہوئی آسان
رضا دل نے مرے جوں ہی پکارا یا رسول اللہ

جناب زاہد فچپوری کی زمین میں

اک بار ٹھکا جو در پہ ترے اب سر وہ کہیں خم کیا ہوگا
جس ذکر کو رفعت حق سے ملے ، اس ذکر کا عالم کیا ہوگا
جس نور کے صدقے خلق ہوئے یہ ارض و سما ، یہ شمس و قمر
اور گن فیکون کی منزل ہو ، تخلیق کا عالم کیا ہوگا
کردار کی عظمت سوچ سکو اور خلق ہو کتنا جان بھی لو
جو فہم کی حد سے آگے ہو ، وہ نور مجسم کیا ہوگا
اے امی لقب ہیں علم و عمل تیرے سیکجا ، اے صلّ علی
اعداء نے جسے صادق ہی کہا وہ رہبر اعظم کیا ہوگا
روضہ سے ضیاء پاشی جب ہو ، جلوؤں کی فراوانی دیکھو
جو بخشے خزف کو تاب گہر ، وہ رحمت عالم کیا ہوگا
جو کون و مکاں کا محور ہے ، نوری ہے بشر کا پیکر ہے
وہ احمد مرسل ، ختم رسل ، وہ نور دو عالم کیا ہوگا



فردوسِ بریں ہے کہ مدینہ کی فضا ہے
 ہر سانس میں پہنچوں جو وہاں ، انکی عطا ہے
 بے اذن ملک آ نہیں سکتا ترے در پر
 کونین کو جو کچھ بھی ملا ، تجھ سے ملا ہے
 جس نور کے صدقے میں ہوئی خلق یہ دنیا
 اس نور کو اپنا سا کہیں کیسی خطا ہے
 خیرات ملے علم کی آقا ترے در سے
 تو شہر ہے اور در تجھے حیدر سا ملا ہے
 کیا رحمت سرکار بیاں ہوگی قلم سے
 تو لوح و قلم ہے ، تھی محبوب خدا ہے
 جو دین کی تبلیغ کریں معجزے پا کر
 ہیں اور رسل ، تو مگر اعجاز نما ہے
 اعجازِ نبوت ہے کہ پیغامِ الہی
 قرآن کی صورت میں ہمیں خوب ملا ہے
 قرآن ہے واحد ، ہے نبی ، ایک خدا ایک
 اس قوم میں پھر کس لئے یہ شور و غا ہے

موجود ملائک ہے سدا نور محمدؐ
 جبریل امیں بھی تری چوکھٹ پہ کھڑا ہے
 ہے نورِ ازل ، خلقِ ابد صاحبِ لولاک
 اعداء کیلئے جسکے یہاں صرف دُعا ہے
 ہونگے وہ سلاطین ! تو سلطانِ زمن دیکھ
 دیکھ! اسکی غلامی سے کبھی کوئی ہٹا ہے
 ہنگامہٴ محشر میں شفاعت ہے رضا کی
 یہ اسکی عطا ، اسکی عطا ، اسکی عطا ہے



(حضرت بیدم شاہ وارثی کی زمین میں)

ازل سے ہے مری قسمت میں آرزوئے رسول
خوشا وہ خاکِ مدینہ ، زہے وہ کوئے رسول
وہ ایک سرمدی پیغام لے کے آیا ہے
نہ خاک چھان کہیں کی ، ملے جو کوئے رسول
ہزار جانِ گراہی ، فدا بہ نام نبی
مرے وجود میں رچ بس گئی ہے 'بوئے رسول'
نبی کا قول ہے ، قولِ خدا ، خدا کی قسم
کلامِ رب کو سمجھ سُن کے گفتگوئے رسول
کیا جو وعدہٴ طفلی وفا ، سرِ مقتل
حسین ! آپ نے رکھ لی ہے آبروئے رسول
سفر ہے سیدِ لولاک کا سوئے افلاک
ہوا فراقِ خدا ختم ، آئی بوئے رسول
ہے عاشقی کی حدوں سے بھی ماورا مرا عشق
مے ولا سے ہوں سرشار روبروئے رسول



ازل سے تابہ ابد اک سفر ہے خوشبو کا
کہاں کہاں نہیں پھیلی ہے مشکبوئے رسول
زماں زماں ہے زبانوں پہ وردِ صلِ علی
مکان مکان وہی پیغامِ حق بہ روئے رسول
ہزار نکبتِ گل ، حُسنِ خلق پر قرباں
بشر کا خلق کہاں اور کہاں وہ خوئے رسول
امیدِ دہیم کا عالم ہو کیوں ترے در پر
ملے بغیر طلب ، دل 'جھکا ہے سوئے رسول'
زمینِ حضرتِ بیدم میں نعتِ خوب کہی
تلاشِ حق ہے رضا میری جستجوئے رسول



لبوں پہ ذکرِ محمدؐ جو ایکبار آئے
 مہک گلوں کو ملے ، وجد میں بہار آئے
 خزاں نصیب ، زمانہ ہے منتظر کب سے
 رسولؐ آئیں تو انساں پہ اعتبار آئے
 وہ لاشریک بھی اس ذکر میں شریک ہوا
 سنا ہے گھر میں ملائک بھی بے شمار آئے
 جوابِ دہشت و ظلم و ستم ہے خلقِ عظیم
 شرارِ بولہبی سے کئی شرار آئے
 مسافروں سے نہ ڈر یہ سفر ہے طیبہ کا
 قرارِ دل کو ملے ، اور بے قرار آئے
 نبیؐ کو چھوڑنے والے علیؑ کو چھوڑ گئے
 جو دیں کو چھوڑ دے اُسکو کہاں قرار آئے
 پتہ ہے دے گئی نسلوں کا ذوالفقارِ علیؑ
 وہ اصلِ کفر ہے جس پر بھی اسکا وار آئے
 درِ رسولؐ سے دائم جو چاہتا ہے بھیک
 ادائے اجرِ رسالت میں بار بار آئے



نہ تخت و تاج کی نہ ہی سپہ کی بات کرو
 نبیؐ کے عشق میں اپنا تو سب ہی وار آئے
 پھر انکی بخشش وجود و سخا کی بات کرو
 مرے لئے تو جو ہر آن بے شمار آئے
 پلا دے مجھ کو شرابِ طہور اے ساقی
 اتر سکے نہ نگاہوں سے وہ نِمار آئے
 شفاعتِ صہبہؓ بطحیؑ کا منتظر ہوں رضا
 بفیضِ آلِ عباؑ حشر میں قرار آئے



نورِ مجسم ، سرورِ عالم ، سیدنا سرکارِ دو عالم
 تیرا اسم ہے اسمِ اعظم سیدنا سرکارِ دو عالم
 تیری آمد سے ہے منور قریۂ جاں اور عالم امکان
 محشر میں ہے رحمت ہر دم ، سیدنا سرکارِ دو عالم
 گنبدِ خضریٰ کا جو نظارہ دیکھا تو پھر کچھ نہ بھایا
 آنکھوں میں تو مُخلد ہے پیہم ، سیدنا سرکارِ دو عالم
 حُسنِ عطاء کا ثانی نہیں ہے ذاتِ مُقدس فانی نہیں ہے
 تیرا ذکر اے رہبرِ اعظم ، سیدنا سرکارِ دو عالم
 تیری رسالت ، تیری قیادت ، تیری شریعت ، رب کی عبادت
 حاصلِ ایمان ، سب پہ مُقدم ، سیدنا سرکارِ دو عالم
 تو ہے حبیبِ رب اکبر ، تیری اطاعت لازم سب پر
 تو ہے مکرم ، تو ہے معظم ، سیدنا سرکارِ دو عالم



سارے اوصافِ خفی کا بھی بیاں ہو جائے
 کیا ہوئی نعتِ نبیؐ یہ تو عیاں ہو جائے
 سیرے افکار کی دنیا میں اگر وہ آئیں
 روح تک نور کی بارش کا سماں ہو جائے
 ہو عطا گر مجھے دربانِ رسالت کی سند
 میری تقدیرِ رسا رشکِ جہاں ہو جائے
 حیدر و بوزر و سلماں کی شجاعت پہ لکھوں
 حرف کو ہے یہ تمنا کہ بیاں ہو جائے
 سبز گنبد پہ ہے انوارِ رسالت کا نزول
 اور کیا مُخلد ہے اُسکا بھی بیاں ہو جائے
 روزِ روشن جو ہے صدقہ رُخِ انور کا تو ، شب
 رنگِ گیسوئے نبیؐ لے کے عیاں ہو جائے
 حُسنِ گفتارِ نبوت ہو کہ حُسنِ کردار
 ایسا دیکھا ہے کہاں جسکا بیاں ہو جائے



ہیں قلب و روح مُتَوَر ، وہ فیض جاری ہے
 رسولِ پاک کا ذکرِ جمیل جاری ہے
 سُبْحائی کس کے لئے ہے یہ بزمِ کون و مکاں
 وہ کون ہے کہ مَشیت بھی جس پہ واری ہے
 حَبِّ نَسَب کا بیاں مومنِ قریش سے سُن
 یہاں نہ کفر ہے ، ہر ایک شر سے عاری ہے
 وجودِ کون و مکاں سیدالبشر سے ہے
 مثالِ اُسکی بشر سے نہ دو جو فانی ہے
 سماعتوں میں بسایا ہے مُصطفیٰ کا نام
 کہ اس بقاء کے تَصَدَّقِ زمانہ باقی ہے
 زمانے بھر کے خداؤں کو دو یہی پیغام ہے
 تمہارا ذکر مٹا ایک ذکر جاری ہے
 اُس ایک ذکر پہ قرباں زمانہ بھر کا ذکر
 جو شے بھی ہو گئی منسوب سب سے پیاری ہے

شش جہت میں نہ ملا سیرتِ سرکار کا عکس
 اک فقط آلِ عبا ، جنکا بیاں ہو جائے
 گردشِ انفس و آفاق ہے اسکے تابع
 وقتِ کشکول لئے کیوں نہ عیاں ہو جائے
 سنگریزوں کو عطا قوتِ گویائی کی
 اک نظر مجھ پہ رضا کاش عیاں ہو جائے

-- قطعہ --

تمہیدِ گن فگاں ہے تخلیقِ نورِ اول
 کوئی نہیں ہے ہمسر اس شاہِ مُرسلین کا
 عرشِ بریں سے جلوہ یوں فرش پہ دکھایا
 دنیا کی کیا حقیقت ، صدقہ ہے شاہِ دیں کا



ہے کوئی ان سے بھی بڑھ کر جسے بڑھ کر لکھوں
 وجہ تخلیق جہاں ، شافعِ محشر لکھوں
 ہو گئے لوح و قلم احمدِ مختار کے نام
 ہے کوئی علم کا در جسکو میں حیدر لکھوں
 ہے کوئی ایسا عمل جس پہ عمل ہو نازاں
 قولِ حقِ مسکتِ سرکارِ پیہر لکھوں
 جسکی تعظیم رسالت نے ہمیشہ کی ہو
 میں کسے بنتِ نبی سی کوئی دختر لکھوں
 عشق بندوں کو ہے اس سے جو ہے محبوبِ خدا
 دل پکارا کہ اے عشق کا محور لکھوں
 فتحِ خیبر تو جوانی کی فضیلت ہے علی
 تیرے گہوارہ کا اثر جسے خیبر لکھوں
 مانتا جو نہیں سرکار کو نورِ ازلی
 ایسے اتر کو ابد تک فقط اتر لکھوں
 اے خوشا نعتِ نبی ، منقبتِ مرتضوی
 مدحتِ آلِ نبی سب سے میں بڑھ کر لکھوں

تیری سرکار میں سلمان و ابوذر آئے
 دوسرے ہیں کوئی سلمان و ابوذر ، لکھوں !
 قاتِ قوسین کی منزل پہ نبی آپہنچے
 روبرو رب کے یوں ہونے کا میں منظر لکھوں
 ہے یہ الزام کہ دیں پھیلا بزورِ شمشیر
 کوئی مانے گا اگر خُلقِ نبیؐ پر لکھوں
 اے رضا حشر تلک کوئی نبیؐ کیوں آئے
 میں کسے ختمِ رسل بعدِ پیہر لکھوں



آمد پہ انکی جشن بہاراں تو دیکھئے
 ہاں ہم پہ فیضِ صاحبِ قرآن تو دیکھئے
 قائم رہا ہے رشد و ہدایت کا سلسلہ
 کربل میں ذبحِ شاہِ شہیداں تو دیکھئے
 وہ مجموعہٗ صفاتِ رسولاں ہے ایک ذات
 کتنا ہوں اسکے ذکر سے شاداں تو دیکھئے
 خلقِ عظیمِ سا میں کسے معجزہ کہوں
 کردارِ مصطفیٰ پہ یہ ایماں تو دیکھئے
 عصیاں کا بارے کے میں روضہ پہ آگیا
 ایمان دیکھئے میرا ایقان تو دیکھئے
 عقل و شعور کی جو حدوں سے ہے ماورا
 عقل و شعور اس پہ ہے حیراں تو دیکھئے
 ہاں اسمِ رب سمجھ کے پڑھا اسمِ مصطفیٰ
 ایماں کی تازگی سرِ مژگاں تو دیکھئے
 ہے میزباں خدا تو ہیں مہمانِ مصطفیٰ
 ان سا رضا جہاں میں ہو مہماں تو دیکھئے



عبدالعزیز خالد کی زمین میں
 استغاثہ: بحضور سرکار رسالتاب

(پاکستان کے شمال میں زلزلہ جو 8 اکتوبر 2005ء کو آیا اسکے حوالے سے)

ہیں ہاتھ کاسہ کاسہ نگاہیں نفاں نفاں
 چوکھٹ پہ اسکی آ تو گیا کیا کروں بیاں
 اُمت پہ تیری کیسی قیامت گزر گئی
 اے بیکسوں کے والی و وارثِ شہاں
 کچھ پر زمین تنگ ہے کچھ در بدر ہوئے
 کچھ رزقِ خاک ہو گئے روٹھا ہے آسماں
 ایسے میں یادِ قولِ علی آگیا ہمیں
 انصاف سے بٹے تو مقدر میں ہے زیاں
 ہاں رب کائنات نے قائم کیا ہے عدل
 اپنا عمل ہے اسکے مخالفِ شہِ زماں
 ہو ظلم و ستم اور گناہوں سے مبرا
 اس قوم کا ہر فرد بنے صاحبِ ایماں



(ہلال جعفری مرحوم کی زمین میں)

مَدَاتِی نبی سے ہوا یہ عیاں مجھے
پہنچا دیا خدا نے کہاں سے کہاں مجھے
جب مل گیا ہے اِذِنِ حضوری تو کیوں رکوں
پروازِ جبریل ملے بے گماں مجھے
پہنچے جو بارگاہ میں دنیا بدل گئی
فکرِ بہشت ہے نہ ہی فکرِ جہاں مجھے
اشکوں پہ جل رہے ہیں مودت کے وہ چراغ
بے حُب اہل بیت ہے سب کچھ گراں مجھے
طیبہ کو بڑھ رہے ہیں درودوں کے قافلے
یا رب کرم ہو اور عطا کر زباں مجھے
ذکرِ نبی ہو اور نہ ہو ذکرِ آلِ پاک
یا رب ملے نہ قلب نہ ایسی زباں مجھے
پلکیں بچھی ہیں راہ میں آنکھیں ہیں سجدہ ریز
در سے عطا ہو بھیک شہِ مرسلان مجھے
عشقِ نبی میں ہو کے فنا ، فیض پا گیا
محشر کی دھوپ میں ہے ملا سائباں مجھے

حسنین کے صدقہ میں ہمیں قوم بنا دے
اللہ کی مخلوق سدا ہم سے ہو شاداں
ہیں علمِ لدنی کے جو حامل وہی مخلص
بندے ہیں کبھی جکڑ نہ بھٹکا رکھا شیطان
محشر میں رضا میرے لئے آلِ محمدؐ
فرمائیں یہ اپنا ہے اسے جانے دو رضواں

منقبت

معراجِ مُصطفیٰ ہے یہ معراجِ مُصطفیٰ
اے ربِ پاک چاہئے خامہ ، زباں مجھے
اک بار وہ سرورِ حضوری میں مل گیا
پھر جاؤں چین دیں گی نہ بے تابیاں مجھے
غیروں کے در پہ جو بھی جھکے خوار ہو گئے
دہلیزِ مُصطفیٰ پہ نہ ہو گا زیاں مجھے
اک توشہ ہلال میں ہدیہ مرا رضا
انکی زمیں بنا تو گئی آسماں مجھے



رہبرِ مرا علی ، مرا مشکل کشا علی
مولائے کائنات ہے ، حاجت روا علی
آیا کسی زبان پہ جب دل سے یا علی
گرتے ہوئے نے پائی مدد کہہ کے یا علی
اسمِ علی تو ہے بخدا ، اسمِ ذوالجلال
کن کن فضیلتوں کا ہے محورِ مرا علی
حق آگیا تو ظلمتیں ساری ہی مٹ گئیں
پیدا خدا کے گھر ہوا ، شیرِ خدا علی
علم و عمل ، شجاعت و عقدہ کشائی میں
اُس سا کہاں جہاں میں ہے مشکل کشا علی
مرضیِ رب خرید لی نفس اپنا بیچ کے
دنیا و دین کے مالک و مختار یا علی
مشکل نہ میرے سامنے ٹھہری کبھی رضا
مشکل کشا تو آگئے نعرہ لگا علی



لب پر نبیؐ کے جب تھی صدا یا علیؑ مدد
 بدعت ہے کیوں جو میں نے کہا یا علیؑ مدد
 کہنے کا حق اسی کا ہے جو چاہے پوچھ لو
 جو بابِ شہرِ علم ہوا یا علیؑ مدد
 مولا ہیں کون جسکو یہ عرفان ہو گیا
 اس نے بصدِ خلوص کہا یا علیؑ مدد
 مفہوم بس یہی ہے رسالت کے اجر کا
 ایمان و عشقِ آلِ عباؑ یا علیؑ مدد
 مشکل جو تھی وہ میرے لئے دور ہو گئی
 بے ساختہ جو میں نے کہا یا علیؑ مدد
 صدق و صفا ، شجاعت و علم و عمل کا باب
 ہر علم کا ہے بابِ کشا یا علیؑ مدد
 آلِ نبیؐ کی ہم ہیں مَووت سے بہرہ مند
 وردِ زباں ہے صبح و مساء یا علیؑ مدد

دنیا و آخرت کا مجھے خوف کچھ نہیں
 حاصل مجھے ہے تیری عطا یا علیؑ مدد
 شایانِ شان انکے نہیں مدح یہ رضا
 مدحت سرا ہو جنکا خدا یا علیؑ مدد



(جناب خدیجۃ الکبریٰ کی شان میں)

دنیا کے لئے مرکزِ عرفاں ہے خدیجہ
ہاں قصرِ نبوت میں چراغاں ہے خدیجہ
ہم پہ کہاں اسکا بجز احمدؑ مرسلؑ
اسلام کی تبلیغ پہ قرباں ہے خدیجہ
ہمسر نہ کوئی دولتِ دنیا میں نہ دیں میں
حق کی ہے عطا حاصلِ ایماں ہے خدیجہ
شعبِ ابی طالب میں نبیؐ پر ہیں مصائب
شوہر کے ہر اک درد کا درماں ہے خدیجہ
اور انکا عدو جنسِ خبیثہ ہے سراسر
اس آیتِ قرآن پہ نازاں ہے خدیجہ
مقروضِ رضاؑ اسکی ہے یہ اُمتِ مسلم
ہم سب جو ہیں مومن ترا احساں ہے خدیجہ



(ولادتِ امامِ حسنؑ)

آج پیدا ہوئے امامِ حسنؑ نور افشاں ہے وادیٰ ایمن
وہ ہے جانِ نبیؐ، امامِ مبینؑ نازشِ فاطمہ، علیؑ کا چمن
وہ ہے ابنِ انا کی منزل میں ذوقِ نظارہ ہے جمالِ حسنؑ
اقتدارِ جہاں، امیرِ شام آلِ احمدؑ کی ٹھوکروں کا چلن
پرچم دیں بلند ہو ہر سو انکا یہ عزم اور انکی لگن
ہے کریم و سخی کا دستِ خواں فیض حاصل کرے تہی دامن
بابِ حاجات پر ہوں سب پوری وہ مچلتی دعائیں لب کی پھبن
دیں مٹا ڈالے نخوتِ شاہی جیتے جی آپکے امامِ زمن
وارثِ امن و صلحِ پیغمبر دشمنوں کی شکستِ صلحِ حسن
کر بلا گر حسنؑ کے دور میں ہو عزمِ شبیرؑ ہو گا عزمِ حسنؑ
دین و ملت ہیں ان سے مستحکم ابنِ بوطالب و حسینؑ و حسنؑ
خواہشِ امن ہے جو دنیا کو رہنمائی کرے گی صلحِ حسنؑ
اے جوانانِ خلد کے سردار دور ہو جائیں ہم سے رنج و محن
ہے یہی آرزو رضاؑ اپنی انکا لطف و کرم ہو سایہ فگن



کعبہ ہے جسکی جائے ولادت تہی تو ہو
 مسجد ہے جسکی جائے شہادت تہی تو ہو
 آمد پہ جسکی لات و ہبل سرنگوں ہوئے
 چھائی ہے جسکی کفر پہ ہیبت تہی تو ہو
 مولود کو رسول نے دیکھا تو طے ہوا
 ناصر ہے کون تابہ قیامت تہی تو ہو
 صوفی کہیں علی کا ہے چہرہ خدا کا عکس
 بے شک وصی ہو ، جان ولایت تہی تو ہو
 سونے سے کس کے ہجرت خیر البشر ہوئی
 سونا ہے جس کا عین عبادت تہی تو ہو
 اے باب شہر علم ، دل و جان مصطفیٰ
 معیار حق ہو رازِ مشیت تہی تو ہو
 نہج البلاغ ، راہِ حقیقت کا ہے چراغ
 رب سے ملی ہے جسکو ہدایت تہی تو ہو



-- قطعہ --

ایک شہزادہ کی صلح ہے اور ایک کی جنگ
 تیرے الزام پہ حیران ہوں اور عقل ہے دنگ
 جنگ میں آل محمدؐ نے پہل کب کی ہے
 گر ضروری ہے صلح ، ہوگی صلح ، ورنہ جنگ



(در مدح جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا)

کتنی ہی رفعتوں کا ہے ایوانِ فاطمہ
 ہے ربِّ ذوالجلال ، ثنا خوانِ فاطمہ
 خود احترام میں جو کھڑے ہو گئے رسول
 اب شک نہ کر کہ دیں یہ ہے احسانِ فاطمہ
 حسنین سے پر ہیں تو شوہرِ علیؑ سا ہے
 بابا رسولِ حق ہیں یہ ہے شانِ فاطمہ
 علم و عمل ، خلوص و وفا ، شانِ بندگی
 پہچان کسی کی ہے جو پہچانِ فاطمہ
 انوارِ پنجہن سے منور ہے اسکا گھر
 کردار بولتا ہوا قرآنِ فاطمہ
 ساداتِ نسلِ پاک سے جسکی پلی پڑھی
 ایسا نہ ہو کہ چھوڑ دے دامانِ فاطمہ
 جو اسکی نسل سے ہے وہ ایسی بنے مثال
 حاصلِ سدا رہے اسے فیضانِ فاطمہ

افضل عبادتوں سے ہے خندق کی ایک ضرب
 تبلیغِ وینِ حق کی ضمانت تہی تو ہو
 بوطالب و خدیجہ کبریٰ کی بے بہا
 قربانیوں کی شانِ وراثت تہی تو ہو
 پہچان ہے تمہاری خدا و رسولؐ کو
 رب ہو کسی کے ، نورِ امامت تہی تو ہو
 قرآنِ پاک کا ہے سراپا تمہاری ذات
 اور حرفِ با کا حُسنِ وضاحت تہی تو ہو
 مرنے کی آرزو میں مرا جا رہا ہوں میں
 ہوگی لحد میں جسکی زیارت تہی تو ہو
 وعدہ کرے گا کوئی شفاعت کا کیا رضا
 حاصل جسے ہے اسکی اجازت تہی تو ہو



در ولادت مولائے کائنات

یہ کس کا جشن ہے کہ گلوں پر نکھار ہے
آمد بہار کی ہے ، فضا نور بار ہے
دنیاۓ ظلم و جور پہ اب کس کا وار ہے
اللہ کا ہے شیر جو حق پر نثار ہے
وہ آگیا تو لات و ہبل سرنگوں ہوئے
جو دشمنانِ دین تھے خوار و زبوں ہوئے
تیرہ رجب ہے آمدِ مولائے کائنات
کعبہ ہے جسکی جائے ولادت وہ ایک ذات
اسلام کی بقاء میں ہے لاریب اسکا ہاتھ
اے ذوالفقارِ کفر نے کھائی ہے تجھ سے مات
مارا اسی کو نسل میں جسکی فتور ہے
اسلام سے ہے بغضِ نجاست ضرور ہے
حق بین و حق شعار ہے مشکل کشا علی
جس پر گماں خدا کا ہے وہ نا خدا علی

حقدار ہو تو حق کے لئے دو صدائے حق
باغِ فدک پہ ہے یہی اعلانِ فاطمہ
بعدِ نبی جو اسکے مصائب شروع ہوئے
اندوہ و غم ہے حشر میں سامانِ فاطمہ
خوشنودیؑ بتول ہے خوشنودیؑ رسول
پروانہٗ بہشت ہے فرمانِ فاطمہ
ناراضگی ہے اسکی ، خدا کی ، رسول کی
قولِ رسول سے ہے عیاں شانِ فاطمہ
فکرِ بہشت اور قیامت کے دن رضا
آلِ عبا کا دن ہے بفیضانِ فاطمہ



(نذر حضرت عباس علمدار)

حشر تک ایک فضیلت ہے دفائے عباس
 ہے کوئی اور ولا جیسی ولائے عباس
 جسکو بیٹا کہے زہرا تو عمل اسکا دیکھ
 صرف آقا کی اطاعت ہے رضائے عباس
 رزم اور بزم میں ملتا ہے کہاں اس کا جلال
 ہے کوئی اسکے مقابل جہاں چھائے عباس
 شیر یزداں کا پسر شیر ہے بھرا دیکھا
 کس کی جرات ہے نہ آئے جو بلائے عباس
 اے مرے بابِ حوائج مری پتا سن لے
 دل کی پڑ مردہ کلی تو ہی کھلائے ، عباس
 تو قمر ہے بنی ہاشم کا تصرف تیرا
 جو کبھی پا نہ سکے اٹکو دلائے عباس
 ہے زبر نام پہ اور زیر کہاں آیا ہے
 اور ترا صبر مجھے کتنا رُلائے عباس

مثل جنابِ نوح سفینہ ترا علی
 مل جائیگی نجات تو نعرہ لگا علی
 علم و عمل ، صراطِ حقیقت علی کا نام
 نفسِ رسول ، سرِ مشیت علی کا نام
 انسان کو جس پہ ناز وہ انسانیت علی
 حق اور علی ہیں ایک وہ وحدانیت علی
 مولا کہیں رسول وہ مولائیت علی
 مرضی رب ہے مظہرِ ربانیت علی
 تبلیغِ دین حق میں علی کامیاب ہے
 لایا جو انقلاب نہ اسکا جواب ہے
 گرتے ہوئے ہی میں نے کہا یا علی مدد
 تھا اُسی نے پھر نہ گرا یا علی مدد
 ہم پر عجب ہے وقت کڑا یا علی مدد
 نصرت تری رہی ہے سدا یا علی مدد
 توفیق دے عمل کی ہمیں شاہِ لافشی
 صدقہ رضا ہو علمِ لدنی کا کچھ عطا
 یہ کس کا جشن ہے کہ گلوں پر نکھار ہے



حضرت عباسؓ کی ولادت پر

خوشی ولادتِ عباس کی مناتے ہیں
ولائے آلِ عبا سے سرور پاتے ہیں
وفا کی آخری حد سے گزر گئے عباس
انہی کو دیکھ کے چہرے بھی جگمگاتے ہیں
زمانے بھر کے حوادث سے ہم نہ گھبرائے
ہے ہم پہ سایہ غازی خوشی مناتے ہیں
بہ فیضِ نسبتِ شبیر کیا تصرف ہے
جو چاہیں بخش دیں انکو جو در پہ آتے ہیں
دُعائے فاطمہ زہرا و حیدر و شبیر
حرم کی آس ہیں دشمن تو تلملاتے ہیں
سنجھل کے اے دلِ مضطرب یہ بارگاہ ہے وہی
بریدہ ہاتھ تو اُمت کو بخشواتے ہیں
ہو جن پہ سایہ فگنِ فضلِ حضرتِ عباس
قیامِ عدل کی خاطر عدو پہ چھاتے ہیں

جلالِ حضرتِ عباس کے طفیلِ رضا
قریب آتی ہے مشکل نہ غم ستاتے ہیں



ولادتِ امامِ حسینؑ

خوشا نصیب کہ آئے ہیں تاجدارِ حسینؑ
کہ باغِ دھر میں ہیں صورتِ بہارِ حسینؑ
ولائے خامسِ آلِ عبا مہک بن کر
یوں قلبِ دروح پہ چھائی ہے بار بارِ حسینؑ
خوشی سے پھولے سمائے نہ احمدؑ و زہرا
ہیں دینِ حق کا بہر طور اعتبارِ حسینؑ
علی بھی فرطِ مسرت سے کھل اٹھے ایسے
وہ آگیا ہے کہ جسکا تھا انتظار، حسینؑ
ولادتِ شہِ والا پہ جنؑ و انس و ملک
وہ خوش ہیں صاحبِ ایمان ہے جسکا پیارِ حسینؑ
تہی ہو ڈوبتی کشتی کے ایسے کھیون ہار
تہی سے ہو گا ہمارا بھی بیڑا پارِ حسینؑ
رضا کے سینے پہ داغِ غمِ حسینؑ سجا
زمانے بھر کے غموں کو ہوئی ہے ہارِ حسینؑ



درمدحِ ولادتِ امامِ حسینؑ علیہ السلام

بہاریں چھاگئیں ہر سو جو گُزارِ امامت کی
کلی چٹکی ہے ایسی آج اس نخلِ ولایت کی
خوشی سے جھوم جھوم اٹھے ملک بھی جن و انسان بھی
حُسنِ ابنِ علی آئے یہ گھڑیاں ہیں سعادت کی
ہوئے جو نورِ دو یکجا ، وہ منظر تھا عجب مولا
نبی کا چہرہ اقدس دمک اٹھا زیارت کی
ولادت سے ہوئی افزوں جلالتِ آلِ احمدؑ کی
سیادت کی ، نبوت کی ، امامت کی ، ولایت کی
حُسنِ ابنِ علی والوِ حسینی بن کے دکھلاؤ
شفاعت انکے گھر کی ہے سمجھ لو یہ شفاعت کی
بھٹکنے سے ہے کیا حاصل ، بھٹکنا ہے ، بھٹکتا جا
اگر سمجھا حُسنیت تو پھر تیری ہدایت کی



روہ حق میں بھرے گھر کو لٹا دینا نہیں آسان
شریعت نام ہے اس کا یہ باتیں ہیں مودت کی
رضا ہیں پنجتن کے واسطے ونیا بھی عقبی بھی
میں انکا در نہ چھوڑوں گا بزرگوں نے وصیت کی

-- قطعہ --

عیدِ میاں ہے ، فضا نور بار ہے
ایمان فزوں ہے اور گلؤں پر نکھار ہے
حق کا مقابلہ ہے نصاریٰ سے بالیقین
جھوٹوں پہ ہے تو لعنتِ پروردگار ہے



امام حسن علیہ السلام کے حضور

ہے کس کے نور کی عرش بریں سے جلوہ فرمائی
 رسول پاک نے حیدر نے جسکی کی پذیرائی
 مبارک ہو ، مبارک ہو ، مبارک ہو ، مبارک ہو
 وہ آیا ہے جو اُمت کی کرے ہر دم مسجائی
 جو دیں کے نام پر موجود فتنے ختم کر دیگا
 تن اسلام کو زندہ کرے دے کر توانائی
 پدر ہیں ساقی کوثر تو ماں خاتون جنت ہیں
 ہیں نانا شافعِ محشر ، شہیدِ کربلا بھائی
 حسن ابن علی ہے احمد مختار کا پر تو
 ہے اس کا حسن تو بس عالمِ امکاں کی زیبائی
 تیرا عزد شرف اے فاطمہ کی گود کے پالے
 مجھے ہے فخر کرتا ہوں تیرے در پر جبیں سائی
 سخی ایسا سخاوت جس پہ نازاں ہے قیامت تک
 کریم ایسا کہ دستر خوان کی وسعت میں یکتائی

ضرورت امن کی دنیا کو ہو گی روزِ محشر تک
 اور اس کے واسطے صلحِ حسن کی جلوہ آرائی
 نزدلِ آیہِ تطہیر ہے قرآنِ ناطق پر
 رضا تعظیم کو آلِ عبا کی دل ہے سودائی



درمدح امیرالمومنین

کعبہ ہے کس کی جائے ولادت علی کی ہے
ایسی کسی کی ہے جو شہادت علی کی ہے
نفسِ رسولِ مرضیٰ رب شاہِ لافتنی
یہ ہیں فضیلتیں ، تو فضیلت علی کی ہے
کون و مکان میں کون ہے جو ہمسری کرے
خیر شکن ہے کون شجاعت علی کی ہے
مولا خدا ، رسول ہیں مولا علی ہیں پھر
کس کا ہے یہ مقام ولایت علی کی ہے
قرآن نے کہا ہے امامِ مبین انہیں
کیا ہے کوئی امام ، امامت علی کی ہے
ہجرت کے وقت کا ہے امیں حشر تک امیں
بعد نبی جو دیں ہے ، امانت علی کی ہے

مسجد میں سرکشا کے محمد کے دین پر
کتنا ہے کامیاب ، عبادت علی کی ہے
زہرا کی بیٹیوں پہ ہے رنج و الم کا دور
شدت کی ضرب ہے ، یہ شہادت علی کی ہے
رُو رو کے سسکیاں جو بندھی جا رہی ہیں آج
دنیا ہے سوگوار کہ رخصت علی کی ہے
دنیا و دیں بھی دے وہ شفاعت کرے عطا
آنسو بہائے جاؤ کہ رحلت علی کی ہے
نعرہ جو حیدری ہے رسول خدا کا ہے
خوں میں رچا بسا ہے ، مودت علی کی ہے
مولائے کائنات کی مدح سرائی میں
کیا کچھ رضا ملا ہے عنایت علی کی ہے



درمدح امیرالمومنین

کاشفِ کنزِ خفی واقفِ اسرار کا دن
خود نبی جسکو پکارے اسی سالار کا دن
نفس کو بچ دے مرضیِ خدا کے بدلے
ہاں اسی مرضیِ مولا کے خریدار کا دن
مرضیِ رب ہے یہ پالانِ شتر کا منبر
جگ گیا تاجِ ولایت تو علی کے سر پر

ختم ہے کارِ رسالت تو سنو اک اعلان
آگیا حکمِ مشیت تو سنو اک اعلان
جسکا مولا ہے نبی اس کا علی ہے مولا
چاہتے ہو جو ہدایت تو سنو اک اعلان
جھوم اٹھیں گے موالی تری مے پی پی کر
اب تو محشر میں اٹھیں گے یہی مے پی پی کر
نصرتِ احمد مختار علی کے دم سے
دیں کا دشمن ہوا فی النار علی کے دم سے

اس نے ہر موڑ پہ باطل کا فسوں توڑ دیا
چھا گیا ایک ہی کردار علی کے دم سے
گر علی چھوڑ کے تو رب کی طرف جائیگا
رب کا چہرہ نہیں دیکھے گا تو کیا پائیگا
دشمنوں میں ہوں گھرا قوتِ ایمان مددے
قبلہ دیں مددے نازشِ ایمان مددے
گر نہاں جلوہء رب ہے تو عیاں حیدر میں
میرے مولا مدد دے پر تو قرآن مددے
بندگی رب علی کی تو ترے دم سے ہے
کوئی احسان الیوطالب کا نہاں ہم سے ہے



-- شعر --

عطائے رب علی ہے مقامِ آلِ عبا
خدا سے دور نہ ہو اُن سے دشمنی کر کے

-- قطعہ --

اگر ہے عشقِ الہی علی علی کہدے
سمجھ گیا ہے خُدائی علی علی کہدے
علی سے دور ہے منکر تو خُلد اُس سے دور
ہے موت لینے کو آئی علی علی کہدے



یہ منقبتِ روضہ امام رضا میں ضریحِ مبارک کے سامنے

26 دسمبر 2003ء کو صبح کے وقت پڑھی گئی

عقیدتوں کا سفر طے ہوا مرے مولا
مجھے بھی اِذنِ حضورِ ملا مرے مولا
بیان کر نہ سکوں اضطرابِ قلب و نظر
ہوا سکونِ عطا بر ملا مرے مولا
امامِ جن و بشر ، حُجّتِ خدا ہیں آپ
کٹھنِ سفر میں ہیں ضامنِ رضا مرے مولا
ہے مری آنکھ کا سرمہ یہ خاکِ مشہد کی
فدا میں ہوں دل و جاں سے فدا مرے مولا
ملا جو حکم تو تصویر کو حیاتِ ملی
نِکل کے شیرِ گرجتا چلا مرے مولا
تلاشِ تجھ کو مسیحا کی ہے دلِ ناداں
ہر ایک دکھ کی دوا ، در ترا مرے مولا



منقبت در مدح حضرت زینب سلام اللہ علیہا

بانی	مجلس	عزاء	زینب
کربلا	کی	ہے	زینب
کربلا	کیا	سمجھ میں آ جاتی	زینب
گر نہ	ہوتا	بیاں ترا	زینب
کیسی	کیسی	مصیبتیں سہہ لیں	زینب
ہے	کسی	میں یہ حوصلہ	زینب
کیسے	کیسے	گھر تھے دامن میں	زینب
راہ	حق	پہ کئے فدا	زینب
ہیں	کہاں	صبر اور شجاعت	ایک
دل	نے	بے ساختہ کہا	زینب
شارح	علم	یو تراب ہوئے	زینب
تیرے	خطبوں	نے کیا کیا	زینب
کون	روندے	گا قصر استبداد	زینب
کس	کی	جرات ترے سوا	زینب

بھٹک رہا ہے عبث مدتوں سے جو واعظ
 ملے گا اس کو بھی ہے در کھلا مرے مولا
 پہنچ گیا ہوں ، پہنچتا رہوں گا اس در پر
 بلا لیا ہے تو میں آ گیا مرے مولا
 طعام خاص تو اک فیض عام ہے انکا
 ہے جسم و روح کو کیسی عطا مرے مولا
 تجلیات تو روضہ کی ہر گھڑی دیکھیں
 اس آستان سے کہاں دل بھرا مرے مولا
 طوافِ روضہ ہو یا ہو طوافِ بیت اللہ
 کہیں ہجوم نہ ایسا ملا مرے مولا
 جو دیکھنا ہے رضا سلطنت امام کی دیکھ
 جہاں ہے عدل کا اک سلسلہ مرے مولا



درمدح امیر المومنین

زمانہ دشمن ہوا ہے آقا کہیں بھی جائے اماں نہیں ہے
چلے ہیں سوئے نجف موالی کہ ان سے کچھ بھی نہاں نہیں ہے
وہ کُن ایماں وہ شیر یزداں ازل میں جسکا بنی سے پیاں
ابد تلک میری یادری ہے کہاں نہیں ہے کہاں نہیں ہے
جو اُنگیوں پہ اُٹھائے خیبر نہیں شجاعت میں جسکا ہمسر
عبادتوں میں ہے محو اتنا کہ تیر نکلے نشان نہیں ہے
جو لوح محفوظ پہ لکھا ہے گھرانہ اس کا وہ پڑھ رہا ہے
ہے کوئی آلِ عبا کا ثانی، یہاں نہیں ہے وہاں نہیں ہے
پئے دلادت خدا نے اپنا مکاں دیا لامکاں ہوا وہ
طوافِ حاجی نہ ہو مکاں کا تو حج کا نام و نشان نہیں ہے
علیٰ ہے اعلیٰ، علیٰ ہے یکتا، نظامِ ہستی چلانے والا
خدا کا مظہر تو بالیقین ہے گُماں خدا کا کہاں نہیں ہے
دُھواں دُھواں ہے یہ بزمِ گیتی، منافقت میں دُھلی ہے ہستی



اے رضا حشر میں بھی روئیں گے
یاد کر کے تری ردا زینب



در مدح حضرت علی ابن ابی طالب

خدا کا شیر ہے اور قوتِ خدا ہے علی
 رسولِ حق پہ دل و جان سے فدا ہے علی
 اسی لئے تو کہا دستِ کبریا ہے علی
 خدا کے نام پہ کس کس جگہ لڑا ہے علی
 جہاں جہاں بھی پکارا رسولِ برحق نے
 وہاں وہاں پہنے نصرت پہنچ گیا ہے علی
 علی کا حشر میں نعرہ لگا کے دل بولا
 ہر ایک دور میں نصرت کا واسطہ ہے علی
 لگا کے دیکھ لے نعرہ کسی کا اے منکر
 نہ آ رہا ہے کوئی دیکھ آ گیا ہے علی
 نہ خوفِ مرحب و عنتر نہ دشمنانِ رسول
 نہیں کسی سے غرض میرا مدعا ہے علی

زبان و دل نے کہا ، یا علی مدد تو ترے
 وہ دل پہ چوٹ لگی ہے اثرِ دوا نہ کرے
 مدینہ دل ہے رضا آنکھ بن گئی ہے نجف
 ملے ہیں دونوں جہاں اور کچھ ملا نہ کرے



درمدح امیرالمومنینؑ

(حضرت شمس تبریز کے فارسی کلام سے متاثر ہو کر)

کھل گئی قسمت کی کلی ، نور کی برسات ہوئی
آج عدو نے ہے سنی ، دہی صدا چھا جو گئی
دم ہمہ دم علی علی ، دم ہمہ دم علی علی
جس کو کہا نفسِ نبیؐ ، سرِ خدا ہے وہ ولی
رسم وفا جس سے چلی ، چاہے خفی چاہے جلی
دم ہمہ دم علی علی ، دم ہمہ دم علی علی
تجھ کو کبھی پا نہ سکی ، عقلِ بشر کوئی گھڑی
صرف سمجھ پائے نبیؐ یا جو ہے معبودِ علی
دم ہمہ دم علی علی ، دم ہمہ دم علی علی
ہے وہی میداں کا دھنی ، جسکو عطا تیغ ہوئی
کفر سے جسکی ہے ٹھنی ، دستِ خدا دستِ علی
دم ہمہ دم علی علی ، دم ہمہ دم علی علی

جواب دے کے بچایا جیسے ہلاکت سے
سمجھ سکا نہ کبھی مظہرِ خدا ہے علی
بجزِ رسولؐ تقابلِ فضیلتوں میں کہاں
نصیریوں نے جو دیکھا کہا خدا ہے علی
سمجھ سکے تو رضا قولِ مصطفیٰؐ کو سمجھ
ہے علم صرف رسولؐ و خدا کو کیا ہے علی



نوحہ: حضرت عباس کی نذر

نکلے ہیں علم تیرا لئے شہ کے عزادار
عباس علمدار ، عباس علمدار
تو فوج حسینی کا ہے تا حشر علمدار
عباس علمدار ، عباس علمدار

کیا شک ہے جلالت کو تری سب نے ہے مانا
آیا ہے زیر نام میں ہے زیر زمانہ
پردا نہ کرے لاکھ ہو دشمن کی جو یلغار
عباس علمدار ، عباس علمدار

دریا پہ ہے قبضہ تو بھرے مشک وہ اک بار
وہ پیاس ہے بچوں کی نہیں دیکھی ہے زہار
تکتے ہیں تری راہ حرم کا تو ہے غم خوار
عباس علمدار ، عباس علمدار

پڑھ کے چلا ناد علی ، آئی بلا جس سے ٹلی
دل میں بسا ذکرِ دلی ، لب پہ سجا نام علی
دم ہمہ دم علی علی ، دم ہمہ دم علی علی
دیکھ لیا روئے علی ، قوتِ ایمان بسی
نسل کی پہچان ہوئی حق کی ہے یوں بات چلی
دم ہمہ دم علی علی ، دم ہمہ دم علی علی
گن فیکون جس پہ جلی فقر کا مرکز ہے وہی
مرضی رب جس سے چلی ، خلد اُسی سے ہے بٹی
دم ہمہ دم علی علی ، دم ہمہ دم علی علی
ضربتِ خندق سے بڑی ، کوئی فضیلت ہے رہی
تیری عبادت تو بڑی ، دونوں جہانوں سے ہوئی
دم ہمہ دم علی علی ، دم ہمہ دم علی علی
بات جو مشکل کی ہوئی ، لے لے رضا نام علی
نعرہ حیدر ازلی ، نعرہ حیدر ابدی
دم ہمہ دم علی ، دم ہمہ دم علی



حدیث کسا

مخزنِ رشد و ہدایت ہیں یہ بیچ تن
محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ ، حسینؑ و حسنؑ
کسا کی شانِ زمانہ کہاں سمجھ پایا
تری سیاہِ ردا کا ہے ذکر شاہِ زمن
سمجھ میں جسکے حدیث کساء نہیں آئی
سمجھ سکے گا وہ کیسے ذواتِ مستحسن
ہے فاطمہ کا قصیدہ خدا کی جانب سے
کسا ہے اُسکی سمائے ہیں جس میں بیچ تن
نہ مل سکے جہاں جبریل کو بھی اذنِ دخول
جو خیر پہ رہے ، وہ بھی رہے تہی دامن
نبی جو آئے تو مہکا ہے خانہ زہرا
خوشی سے پھولے سمائے نہیں حسینؑ و حسنؑ
بہ انبساط و مسرت ادا علیؑ سے ہوئے
ہزار کلمہ تحسین بنامِ اُمِّ حسن

بازو ہیں کٹے پھر بھی علم گر نہیں سکتا
دریا ہے رواں پھر بھی وہ پانی نہیں پیتا
وہ روزِ ازل ہی سے رہا شہ کا عزادار
عباسؑ علمدار ، عباسؑ علمدار

نمب کی ردا چھن گئی بازو پہ رسن ہیں
بے گور و کفن آلِ محمدؐ کے بدن ہیں
رہ جائے اگر وہ تو نہ ہو نزعِ اغیار
عباسؑ علمدار ، عباسؑ علمدار

غازی مرے مولا ، مری امداد کو آؤ
طوفانِ حوادث میں گھری ناؤ نکالو
اک چشمِ کرم ہم پہ کہ ہیں تیرے قلم کار
عباسؑ علمدار ، عباسؑ علمدار

سلام

ہے مصطفیٰ کا گھرانہ رسول کا پر تو
رسول کا جو چلن ہے وہی ہے اُنکا چلن
جو اُنکا دوست ہے وہ ہے رسول حق کا دوست
جو اُن سے بغض رکھے ہے رسول کا دشمن
رکھی خدا نے سدا دور اُن سے ناپاکی
ادا ہے حق تو عیاں ہو گئی ہے رب کی لگن
نہ ہوتے یہ تو نہ تخلیق ہوتے ارض و سماء
یہ کائنات ہے ساری بفیضِ پنجتن
حدیثِ آیہ تطہیر ہے حدیثِ کساء
پڑھی جو بزم میں پایا ہے نور کا مخزن
الہی ! آلِ عبا کے فیوض ہم پر ہوں
غموں سے دور بنا دیں ، سکون کا مسکن
رضا ہوں آلِ محمد کے در پہ سب پوری
ہر ایک دل کی مراویں ہر ایک لب کی پھبن



کس کس کا اس جہاں میں سہارا حسین ہے
انسانیت کو ناز کہ اس کا حسین ہے
سب کچھ لٹا دے حق پہ جو اک نفسِ مطمئن
کوئی نہیں ہے اور ہمارا حسین ہے
آساں اکھاڑنا درخبر تو ہے علی
لاش پر اٹھائے وہ تیرا حسین ہے
حاجت روا ہیں آلِ عبا ، فکر کیوں کریں
گرداب میں پھنسے تو کنارہ حسین ہے
صدق و صفا ، شجاعت و علم و عمل کا نام
یہ فخر بو تراب ہے سب کا حسین ہے
ہے جسکا قول ، قول خدا ، وہ نبیؐ کہے
میں ہوں حسین پاک سے میرا حسین ہے
دُشمنِ حسینیت کے جو فی النار ہیں رضا
فضلِ امامِ عصر ہے مولا حسین ہے



غم دلوں کو دے اور اشکوں کا سمندر کربلا
 امتحان آل اطہر کا ہے مظہر کربلا
 ہو گئے ابن مظاہر اور علی اصغر شہید
 کیا ہے ایسا کوئی مقتل اس زمیں پر کربلا
 نصرت زعفر ، حسین ابن علی چاہیں گے کیوں
 ہوں شہید راہ حق انکا مقدر کربلا
 سب شہادت پا چکے تو شکر کا سجدہ کیا
 فخر انساں ہے یہ سجدہ تا بہ محشر کربلا
 قید خانے میں سیکنہ یوں جہاں سے چل بسی
 خون کے آنسو رلائے گا یہ منظر کربلا
 لا الہ قائم ابد تک ہے بہتر کے طفیل
 طمطراق نعرۃ اللہ اکبر کربلا
 بندگی گر ہو سمجھنا جاؤ کربل کو رضا
 موت کو سمجھے جو شیریں تیرا لشکر کربلا



چھوڑنا گر چاہے بھی کوئی ٹھٹ نہ سکے دامان حسین
 چشمہ فیض ہے کس کا جاری جیسا ہے فیضان حسین
 جھوٹے نبی کے دعوے تو ہیں جھوٹی امامت کوئی نہیں
 دیں کو بچانا گھر کو لٹانا ، شانِ امامت شانِ حسین
 صبر و شکر کا دامن مولا آپ کبھی نہ چھوڑ سکے
 لاش جواں بیٹے کی اٹھائی ، مرضی رب ، ایمان حسین
 کربل میں کیا سارے مصائب آلِ عبا کے ختم ہوئے
 شام میں بے پردہ ہیں حرم ، زنداں میں ہے سامان حسین
 یہ تو رضا بس لاج ہی رکھ لی آل نے اپنی عزت کی
 ہم کیا اور دینا کی سیاست ہم پہ ہے فیضان حسین



(علامہ رشید ترائی کی زمین میں)

دل جو ڈوبا کسی غم میں تو کہا ہائے حسین
 غم کبھی غم نہ رہے جب تیرا غم چھائے حسین
 تازگی ہے فقط اس غم میں کسی غم میں نہیں
 حشر کو ہم ترے غم میں جو نظر آئے حسین
 خطبہ بنت علیؓ میں ہے علیؓ کا لہجہ
 بے ردائی میں وہ ہے حق کی صدا ہائے حسین
 ایسا مظلوم زمانہ نے کبھی دیکھا ہے
 سجدہ شکر کرے وہ جو بجا لائے حسین
 کیسے اصحاب ملے کیسے اعزاء یا رب
 ٹوں بہانے کو ہیں تیار جدھر جائے حسین
 دور دربار نے رکھا تھا جسے زائر سے
 اب وہی مرجع عالم کہ جو ہے جائے حسین
 مر کے جینے کا سبق ایسا دیا انساں کو
 ہے وہی جادۂ حق جو ہمیں بتلائے حسین
 ہر قدم دشمن اسلام سے لڑنا ہے رضا
 ہر نفس دیکھ لیا زور تولائے حسین



ذبحِ عظیم ، راہِ طریقت ہے یا حسین
 تیری پسند ، حکمِ مشیت ہے یا حسین
 سارے جہاں میں تجھ کو کہا نفسِ مطمئن
 تیرا عجیب شوقِ شہادت ہے یا حسین
 گل ہو گیا چراغ تو ساتھی نہیں گئے
 لاریب انکو تیری ضرورت ہے یا حسین
 شکوہ کیا نہ لاشء پامال دیکھ کر
 یہ تیرا صبر و شکر قیامت ہے یا حسین
 دنیا سمجھ سکے گی نہ رفعتِ امام کی
 مند تو تیری دوشِ نبوت ہے یا حسین
 میں سر بسر حسین ہوں مجھ سے حسین ہے
 قولِ نبیؐ ، رضائے مشیت ہے یا حسین
 بیعت نہ کر کے دستِ یزیدِ لعین پر
 قائم اذانِ تابہ قیامت ہے یا حسین



عبادت جس پہ نازاں ہے وہ ہے شبیرؑ کا سجدہ
جو محشر تک نمایاں ہے وہ ہے شبیرؑ کا سجدہ
یہی سجدہ بقائے دیں کا ہے ضامن قیامت تک
شفاعت کا جو ساماں ہے وہ ہے شبیرؑ کا سجدہ
ہے آدم کو فضیلت یہ کہ مسجود ملائک ہے
مگر جس پر وہ حیراں ہے وہ ہے شبیرؑ کا سجدہ
جہانوں پر تصرف ہے امام وقت کا لیکن
خدا خود جس پہ نازاں ہے وہ ہے شبیرؑ کا سجدہ
وہ نفس مطمئنہ ہے رضائے حق پہ قرباں ہے
کہ جسکا حق سے پیماں ہے وہ ہے شبیرؑ کا سجدہ
مصائب لاکھ ہوں آلِ عبا پر یہ حقیقت ہے
عدو جس سے پریشاں ہے وہ ہے شبیرؑ کا سجدہ
رضا انکے غلاموں کی غلامی ہے شہنشاہی
وہ جس سے دل چراغاں ہے وہ ہے شبیرؑ کا سجدہ

ظاہر میں حُبِ آلِ ہے باطن میں نفرتیں
لاعلم ہیں کہ تیری حکومت ہے یا حسینؑ
بازارِ شام و کوفہ میں زینب کا وہ خطاب
خطبہ ہے کیا جلالِ امامت ہے یا حسینؑ
یہ آلِ مصطفیٰ ہیں مودت ہے جنگی فرض
کیا کربلا میں اجر رسالت ہے یا حسینؑ
وارث ہیں انبیاء کے بصدِ عز و احتشام
کربل میں انبیاء کی عبادت ہے یا حسینؑ
اسلام کی رگوں میں ہے شبیرؑ کا لہو
ہر مردِ حُر کا حُسنِ شجاعت ہے یا حسینؑ
حق تو سدا سے حق ہی رہا ہے جہان میں
باطل مٹے یہ تیری عدالت ہے یا حسینؑ
آلِ عبا کی مدح سرائی میں ہوں رضا
کیسا نصیب کیا میری قسمت ہے یا حسینؑ



درِ آلِ محمدؐ سے اُٹھوں یہ ہو نہیں سکتا
 عدو کے آستانہ پر جھکوں یہ ہو نہیں سکتا
 یہ در ایسا ہے در دنیا میں دیکھا ہے نہ عُقبیٰ میں
 وہ چُپ ہوں دیکھ کے حالِ زبوں یہ ہو نہیں سکتا
 اسی بابِ حوائج پر مُرادیں پوری ہوتی ہیں
 وہ جب موجود ہیں ، میں غم سہوں ، یہ ہو نہیں سکتا
 درِ مشکل کُشا پر مُشکلیں مٹتے ہوئے دیکھیں
 علی والا ہوں ، مشکل میں رہوں ، یہ ہو نہیں سکتا
 تمنائے شہادت ہے وہ انصارِ حسینیؑ کو
 کسی کا ان پہ چل جائے فسوں ، یہ ہو نہیں سکتا
 مصائب سہتے جاتے ہیں خدا کی راہ میں مولا
 کوئی اُن سا ہے چرخِ نیلگوں ! یہ ہو نہیں سکتا
 تصرف ہے رضا مہدیؑ برحق کا زمانوں پر
 نہ جب تک ہو عطا در سے ہٹوں یہ ہو نہیں سکتا



صدائقوں کا تو سارا بھرم حسینؑ سے ہے
 کریم ہے کہ کرم ہی کرم حسینؑ سے ہے
 لہو لہو جو ہوا دین کی بقاء کے لئے
 پیمبروں کا بھی ، حق کا بھرم حسینؑ سے ہے
 زمانے بھر کے مصائب کے سامنے تنہا
 زمانے بھر کو زلا دے جو غم حسینؑ سے ہے
 رسول و مہدیؑ برحق کے مدعی ہیں بہت
 حسینؑ کون بنے ؟ غم ہی غم حسینؑ سے ہے
 نفس نفس سے عیاں دینِ مصطفیٰؐ کا فروغ
 ہر ایک دور میں دیں کا علم حسینؑ سے ہے
 نبوتوں کا ہے وارث ہے لا الہ کی بناء
 حدیثِ پاک ہے شاہِ اُمم حسینؑ سے ہے
 ہے سر بلندی مظلوم سجدہ آخر
 دلوں پہ راج کہ جاہ و حشم حسینؑ سے ہے



(میرانیس کی زمین میں)

بہشت میں بھی ہم انکا علم اٹھا کے چلے
 کہ جنکا ذکر زمانے کو ہم سنا کے چلے
 محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ، حسینؑ و حسنؑ
 یہی وہ نام ہیں لب پر سجا سجا کے چلے
 ہمارا ذکر ہی کیا ہے ہمیں نہ کچھ جانو
 یہ صدقہء غم مولا ہے سر اٹھا کے چلے
 وفائے حضرت عباسؑ کی مثال کہاں
 وفا کے ہو گئے معنی نئے بتا کے چلے
 غم حسینؑ میں آنکھوں سے خون جاری ہے
 اسی کا داغ تو سینے پہ ہم سجا کے چلے
 یہ اک نشان سرِ محشر شفاعتوں کی نوید
 زمانہ بھر کے غموں کو تو ہم مٹا کے چلے
 علیؑ کا فخر، خدا و رسولؐ خوش ان سے
 جو شانِ فخر سے کافر کا سر اٹھا کے چلے

چراغِ جل کے بجھے یا وہ پھر سے جل جائے
 کہاں وہ جائینگے جنکا دھرم حسینؑ سے ہے
 وہ ایک کوہِ گراں صبر کا کہ اس کے بعد
 نہ صبر میں ہے وہ دمِ خم جو دمِ حسینؑ سے ہے
 نہ کربلا ہوئی پہلے نہ کر بلا ہو گی
 ہے کربلا تو وہی جسکا غم حسینؑ سے ہے
 نکھر نکھر کے کلامِ رضا میں رنگ آیا
 خدا کا شکر ہے لطف و کرم حسینؑ سے ہے



(حضرت صباء اکبر آبادی کی زمین میں)

حشر ہو جاتا تو ہر سو اہل محشر دیکھتے
مدح آل مصطفیٰ میں میرا دفتر دیکھتے
اپنا دل ہے گعبہ ایماں ، مودت کا جہاں
جس میں حیدر کی مودت کا نہ ہم سر دیکھتے
پنجن کے واسطے پیدا ہوئی یہ کائنات
انکا گھر جیسا لٹا ایسا کوئی گھر دیکھتے
تین دن کی پیاس تھی جسکو مٹانے کیلئے
رہ گئے سب زمزم و تسنیم و کوثر دیکھتے
ہر قدم ابن علی کا منزل حق کا نشان
عرش والے بھی کبھی ایسے مقدر دیکھتے
صرف خیبر ہی نہیں داد شجاعت کیلئے
چیرتا جھولے میں اژدر ، دست حیدر دیکھتے

حسن کی صلح ہے پیغام امن عالم کا
سکوں ملے جو قدم سے قدم ملا کے چلے
ادھر ہے عظمت انسان جدھر ہے عزم حسین
ہر ایک ظلم کی دیوار جو گرا کے چلے
رضا سلام زمین انیس میں کہہ کے
سخن کی مشق میں جاری ثواب پا کے چلے



سوگواروں کے دلوں سے وہ صدا آتی ہے
 درو دیوار سے آوازِ بکا آتی ہے
 ایک غم مانگ کے دنیا کے غموں سے بھٹ جا
 آسمانوں سے یہی ایک ندا آتی ہے
 اے حسین ابن علی زیت کا عنوان ترا غم
 سب غموں کو ہے فنا دل کی صدا آتی ہے
 کون ایسا ہے نبی جس سے ، نبی سے وہ ہے
 نامِ شبیر لئے بادِ صبا آتی ہے
 ضربِ خندق پہ زمانوں کی عبادت قرباں
 مدحِ حیدر میں نبوت کی صدا آتی ہے
 جسکی ہیبت سے لرز اٹھے زمانہ اسکو
 اپنے مولا کی اطاعت میں وفا آتی ہے
 آئے عباسِ علمدارِ حسینی بن کر
 مشکو دور ہو ، غازی کی صدا آتی ہے
 جنکے چہرے نہ کبھی چشمِ فلک نے دیکھے
 وہی بالوں سے چھپے ہیں کہ حیا آتی ہے

سینہ اکبر سے برجی کھینچ کر میرا حسین
 اپنے رب سے مطمئن کیا ہے لشکر دیکھتے
 قطع بازو ہو گئے پھر بھی علم عباس کا
 تا ابد اونچا رہے گا یہ ستگر دیکھتے
 لاش تھی پامال پر پامال دیں بچ گئی
 ایک گھڑی سی اٹھا لانے کا منظر دیکھتے
 اصغر بے شیر کی وہ مسکراہٹ اور تیر
 رہ گئے سارے شقی یہ ظلم پل بھر دیکھتے
 اپنے سینے پر سجا داغِ غم شبیر ہے
 رہ گئے محشر میں سب اسکو منور دیکھتے
 دیکھ لیں قربانیاں آلِ محمد کی رضا
 گرازل سے تا ابد ہو انکا ہم سر دیکھتے



مصیبتوں میں جو لب پر علی کا نام آیا
 سکونِ قلب و نظر کا لئے پیام آیا
 سنبھل سنبھل کے پیو بارگاہِ الفت میں
 مئےِ ولا سے ہے لبریز جو بھی جام آیا
 مدینہ و نجف و کربلا ، خدا کی قسم
 ہیں وہ مقام کہ رب کا جہاں سلام آیا
 حسین شاہِ شہیداں ، حسین راہِ نجات
 انہی کا نام لیا جب بھی زیرِ دام آیا
 شعورِ خیر کی خیرات لینے آپہنچا
 درِ امام پہ ، میرے سدا جو کام آیا
 چراغِ جل کے بجھا اور پھر سے جل اٹھا
 سمجھ گیا جو یہ منظر وہ دیں کے کام آیا
 عجب تھا شوقِ شہادت کہ روزِ عاشورہ
 حبیب کا ، علی اصغر کا لے کے نام آیا

بانی مجلسِ شمیر ہیں زینب لاریب
 شام سے حشر تک ایک صدا آتی ہے
 مجلسِ شہ میں عزادار کے آنسو لیکر
 پئے بخشش لبِ زہرا پہ دُعا آتی ہے
 بخشوانے کی ضمانت وہ گھرانہ دیگا
 جسکی عصمت کی مہک لے کے ہوا آتی ہے
 ایک ہی در پہ رہے ایک ہی در پہ ہیں رضا
 آلِ احمد کی مودت میں وفا آتی ہے



پہل تو جنگ میں ہوتی نہیں سبط پیہر سے
کدھر جاتا ہے حق کا قافلہ پوچھو بہتر سے
علیٰ کے ہاتھ جو اسلام دشمن قتل ہوتے تھے
انہی کی آل بدلے لے رہی ہے آلِ حیدر سے
بس اتنی کربلا کی داستان ہے داستانوں میں
کوئی ہمسر نہ اس کا تھا نہ ہمسر ہے مقدر سے
سمجھ میں معنی ذبحِ عظیم آیا تو شک کیسا
ابد تک کربلا ہے ، سر ہوئی ہے ابنِ حیدر سے
علیٰ مولا کا نعرہ جس گھڑی جس جا بھی لگتا ہے
کوئی مشکل سی مشکل رہ گئی پوچھو قلندر سے
سوالِ بیعتِ دربارِ ہر عہد میں اٹھا
نہیں کا لفظ ہی ملتا رہا ہے دیں کے رہبر سے
زمانے بھر کے یزیدوں نے اٹھا رکھا ہے سر اپنا
غلامِ یوزر و میثم جھکیں گے کیا کبھی ڈر سے

نصیب خُر کا تو دیکھو کہ مل گئی جنت
وہ تھا ہی صبح کا بھولا بوقتِ شام آیا
کٹے جو بازوئے عباس تو یہ شہ نے کہا
کمر خمیدہ ہوئی ، حیف یہ مقام آیا
حسین بن گئی زینب یوں بعدِ کرب و بلا
کہ روئے عابدِ بیمار ، ذکرِ شام آیا
بچھا ہے فرشِ عزاء ، جو بھی چاہے آجائے
پیامِ عام ہے ، انسانیت کے نام آیا
یہی شہادتِ عظمیٰ ہے اے رضا کہ جہاں
شہید ہونے کو ہر ایک تشنہ کام آیا



سوئے منزل یوں چلا ہے کاروانِ کربلا
چھا گیا قلب و نظر پہ آستانِ کربلا
قافلہ سالار ہے اس کا حسین ابنِ علی
عظمتوں کا اک جہاں ہے میزبانِ کربلا
کربلا جیسی کہاں ہے داستانِ خونچکاں
آزمائش ختم تجھ پر اے جہانِ کربلا
عزم ہے کیسا جہاں ، بچے کا بوڑھے کا ، یہاں
امتحان کیا ہے یا رب ، امتحانِ کربلا
بھوک ہے اور پیاس ہے ، پھر جان کا نقصان ہے
ہے کوئی تفسیرِ قرآن ، جز بیانِ کربلا
لاکھ ہو لشکر پہ لشکر اور ادھر فوجِ حسین
مر مئے آقا پہ اپنے ، ہے یہ شانِ کربلا
زُہد و تقویٰ علم و دانش تیرے دم سے ہیں حسین
ہے نشانِ حق قیامت تک نشانِ کربلا

بفیضِ ثانی زہرا بچھا ہے فرشِ عزاء
ہے آگیا کوئی اب آنسوؤں کا سینہ بر سے
علم بلند ہے عباس کا بردِ حشر
نہ اس کے سایہ سے ترے یہاں نہ واں ترے
خطابِ زیبِ کبریٰ میں حیدری تیور
بچا گئے ہیں یہ دینِ خدا کو ہر شر سے
یہ راہِ حُلد بھی نزدیکِ کربلا سے ہے
ہے حُلد انکے لئے آئے جو اسی در سے
تجلیات تو مشہد میں ہر گھڑی دیکھیں
رضا کو اذنِ حضوری ملا جب اس در سے



حرم کی تیرہ شبی بُجو علی مٹاتا کون
 بڑے بُجوں کو گراتا نہ وہ ، گراتا کون
 خدا کے گھر میں شہادت بھی ہے ، ولادت بھی
 سعادتیں نہ یہ پاتا علی تو پاتا کون
 ازل سے تا بہ ابد شیطنت کے روپ بہت
 حسینیت نہ ہو ، انسانیت بچاتا کون
 سوالِ بیعتِ فسق و فجور اور حسین
 لہو نہ اپنا بہاتا ، جواب پاتا کون
 عجب ہے شوقِ شہادت کہ جاں نثارِ امام
 شکست موت کو دیدیں ، انہیں مٹاتا کون
 تھی انتہائے مصائب جو آل نے دیکھی
 اسیرِ طوق و رسن ہو کے دیں بچاتا کون
 حسینیت کا سفر کربلا سے جاری ہے
 نظیر اسکی کہاں ، کربلا سجاتا کون

جو سرِ مقتل گواہی دے گئی توحید کی
 حشر تک مظلوم کی پیچاں اذانِ کربلا
 زعم ہے نام و نسب پر اور دُنیا پر تجھے
 دیکھ آلِ مصطفیٰ کو جو ہیں جانِ کربلا
 ذکرِ رب ذوالجلال و شافعِ روزِ جزاء
 کربلا والوں کی جاں ہے اور شانِ کربلا
 شمع یوں عاشور کی شب جل اُٹھی کہ حشر تک
 اس کے پروانے لکھیں گے داستانِ کربلا
 حیدری نعرہ ، رسالت کا ہے نعرہ اے رضا
 جانِ غزواتِ نبیؐ ہے اور جانِ کربلا



جہاں بھی دیکھ لو اونچا علم حسین کا ہے
اُسی کے سائے میں ہم ہیں کرم حسین کا ہے
مباہلہ ہے پھر ابنانا کی منزل ہے
ہے کفر اور مقابلِ حشم حسین کا ہے
ہے کس کے واسطے اب سجدہ رسول میں طول
کہ ذکرِ رب پہ اثر پیش و کم حسین کا ہے
دعائے نیم شبی کا اثر ذرا دیکھو
عطا جو رب نے کیا ہے وہ غم حسین کا ہے
ہماری آنکھ کو کوثر کا جام کہہ لینا
ہوئی ہے جسکے سبب غم ، وہ غم حسین کا ہے
فضیلتیں تو درِ پنچتن سے بٹی ہیں
جسے ہے مانگنا مانگے کرم حسین کا ہے
نفس نفس میں تولا کا فیض پاتا ہوں
مرا وجود ہے کیا دم بہ دم حسین کا ہے

ہے ایک بابِ شہادت کہ زینبِ کبریٰ
حسینیت نہ بتاتیں تو پھر بتاتا کون
بریدہ بازوئے عباس سے شفاعت کو
نہ ہوں جو فاطمہ ، اُمت کو بخشواتا کون
رسولؐ نے کہا حیدر تو گلِ ایماں ہیں
پدر کو بغض میں کافر ہے کہلاتا کون
وہ خر تھا نارِ جہنم سے خلد میں پہنچا
معافی مل گئی اُسکو وہاں بلاتا کون
نمازِ شب کی دُعا کا اثر سیکھنے ہے
وہ سو گئی ہے لحد میں اُسے جگاتا کون
اسیرِ طوق و سلاسل کے شکر کے سجدے
جہیں پہ اپنی بھلا اس طرح سجاتا کون
رضاِ امامِ زمانہ کی معرفت کے لئے
چراغِ علم و عملِ قلب میں جلاتا کون



حضرت جوش ملیح آبادی کی زمین میں مرحبا اے قلعہ سنگین تمکینِ حسینؑ

خُلد کی خواہش کریں ہم پڑھ کے آئینِ حسینؑ ؟
اب نظر میں کربلا ہے دِل ہے غمگینِ حسینؑ
کیا کہا شہزادگان کی جنگ تھی ، جیتا یزید
اپنے دِل سے پوچھ کیا اِس میں ہے تحسینِ حسینؑ
یہ نہیں ہے جنگ کہ طفل و صغیر و پیر سب
فدیہٴ حق ہو گئے ہیں پیر و دینِ حسینؑ
کلمہٴ اژدر کو جھولے میں علی کا چیرنا
یاد ہے خیبر بھی اور دامانِ رنگینِ حسینؑ
یا علی کہہ کر جو اُترا کا رگاہِ زیست میں
پائی ہے اُس نے فلاح سمجھا ہے آئینِ حسینؑ
وقت کیا ٹکرائے گا اِس کی جبینِ توشقِ ہوئی
کربلا میں دیکھ کے پُر عزمِ تلقینِ حسینؑ

بچا گئے تری توحید کربلا والے
اذان ہے تری قائم کرم حسینؑ کا ہے
ہے سارے عالمِ خاکِ میں ایک خاکِ شفاء
یہ خاکِ کرب و بلا ہے کرمِ حسینؑ کا ہے
ملے گا نفشِ کفِ پا ترا مقدر سے
صراطِ حق پہ ہے کس کا قدمِ حسینؑ کا ہے
قدمِ قدم پہ رہیں لغزشیں مگر پھر بھی
رضا کو کتنا نوازا کرمِ حسینؑ کا ہے



اپنے مولا کی اطاعت میں تحمل اور وفا
 ہے عمل عباس کا دیکھو فرامینِ حسین
 لاش ہو پامال ، پر اس دیں کی پامالی نہ ہو
 جو ہے دینِ انبیاء ، دینِ خدا ، دینِ حسین
 غنچہ غنچہ باغِ زہرا کا مہکتا ہو جہاں
 اللہ اللہ کربلا کی شانِ ترینِ حسین
 لہجہ حیدر میں زینب یوں حسینی بن گئیں
 شام میں دنیا نے دیکھا کیا ہے آئینِ حسین
 خوں رواں سجاد کی آنکھوں سے ہوتا ہے رضا
 ہائے بے پردہ حرم دیکھے وہ غمگینِ حسین

اندھیری قبر میں ماہِ تمام رکھتے ہیں
 ہم ایک داغِ بصدِ اہتمام رکھتے ہیں
 یہ داغ ، داغِ غمِ شاہِ کربلا ہے جسے
 سجائے سینے پہ ہم صبح و شام رکھتے ہیں
 دیا جو بجھ نہ سکا آندھیوں سے طوفاں سے
 ولائے آلِ عباس ہے ، مدام رکھتے ہیں
 منافقت سے نہ ہی دشمنِ بنی سے غرض
 ہے کام ذکرِ علی ، جس سے کام رکھتے ہیں
 مٹانے والے مٹے مٹ سکا نہ ذکرِ حسین
 زہے نصیب لبوں پر یہ نام رکھتے ہیں
 دُعائے بنتِ نبی کا اثر ذرا دیکھو
 عزائے سبطِ بنی میں مقام رکھتے ہیں
 لہو لہو ہے شفق اور اشکِ ریزِ فلک
 وہ جگو روئے فلک کیا مقام رکھتے ہیں



علی کے ہوتے ہوئے تجھکو رہ نما نہ ملا
 دلیلِ راہ جو بنتا وہ نقشِ پا نہ ملا
 کہاں کہاں لئے پھرتا ہے بغضِ آلِ عبا
 عداوتوں میں تجھے خُلد کا پتہ نہ ملا
 ہے آرزو کہ نویدِ بہشت مل جائے
 بہا دے اشکِ عزا ، دیکھ پھر صلہ نہ ملا
 عزور و نخوتِ شاہی ، نہ تخت و تاج رہے
 تلاش میں ہے زمانہ ، اتہ پتہ نہ ملا
 ملا ہے آلِ محمد کا ور نصیبوں سے
 جو سجدہ گاہِ ملائک ہے وہ گھرانہ ملا
 علی کا ذکر لبوں پر گھڑی گھڑی آیا
 نجف ملا تو مدینہ ملا ، خدا نہ ملا ؟
 رسولؐ و مہدیؑ برحق کے مدعی تو ملے
 حسینؑ ہونے کا دعویٰ کسی جگہ نہ ملا

پئے سجدہ تڑپتی رہے جبینِ نیاز
 ہم اپنی آنکھ میں کوثر کا جام رکھتے ہیں
 رضائے رب علیؑ نفسِ مطمئن کو ملی
 سند جو خُلد کی دے وہ امام رکھتے ہیں
 کتاب کا ہے بیاں منبرِ سلونی سے
 ہم اک کلام ، امامِ کلام رکھتے ہیں
 یزیدِ نفرت و لعنت کا استعارہ ہے
 حسینؑ دل میں تجھے خاص و عام رکھتے ہیں
 رضا نہ مانگ صلہ ، آلِ مصطفیٰ سے کبھی
 انعام رکھتے ہیں وہ فیضِ عام رکھتے ہیں



کربلا ! میں تیری نصرت کا سراپا ہوتا
 زخم سینے پہ لئے ہدیہ مولا ہوتا
 راہِ مقتل میں دل و جان تو بچھتے جاتے
 جانثاروں کی طرح میں بھی تو یکتا ہوتا
 خدمتِ آلِ نبی اپنی فضیلت ہوتی
 حقِ خدمت تو ادا ہم سے بھلا کیا ہوتا
 حُر کبھی بن نہ سکے حُر وہی بننے جاتے
 اُلفتِ آلِ عبا جِزکا لبادا ہوتا
 یہ ہے فیضانِ مودت کہ مرا ہر لمحہ
 نہ عطا آل کا ہوتا تو میں تنہا ہوتا
 تیری ضربت ہے فزوں ، بندگیِ رب سے علی
 کاش دینا نے اسی قول کو سمجھا ہوتا
 ہیں فضائلِ ترے یکتا تو مصائب بھی حسین
 میں کسے مان لو تجھ سا کوئی دیکھا ہوتا

حسین بن نہیں سکتا نہ بن حسینی بن
 بڑیدہ سر سے تجھے درسِ کربلا نہ ملا
 یزیدیت کی کلائی مردڑ کر رکھدی
 حسین تجھ سا زمانہ کو رہنما نہ ملا
 جو پائے فیضِ تولا ہے کتنا دولتمند
 کبھی نہ ہر کس۔ و نا کس کو یہ خزانہ ملا
 وفائے حضرت عباس دیکھ کر دُنیا
 کہاں وہ لا سکی ایسا کہ دوسرا نہ ملا
 پکھر گئی ہے یہ اُمت تو جوڑنے کو رضا
 زہے نصیب محمد ہی کا گھرانہ ملا



-- قطعات --

ولائے آلِ محمدؐ ملی ، یہ کیا کم ہے
سرِ نیاز کو چوٹ ملی ، وہیں غم ہے
بغیرِ داد و رن مل گئی ہے یہ نعمت
ادھر تو دیکھ رضا ، دار ہے وہ میثم ہے

بنی کا قول بزرگوں سے سن تو مان بھی جا
زمانہ ہو گا مسلمان ، وہ گلِ ایمان ہے
علی کے ذکر سے چہرہ دمک اٹھے جیکا
بہشت اسکو ملے گی خدا کا پیاں ہے

جسکے لہو میں دھل کے وفا سرخرو ہوئی
خلال مشکلات بھی اسکو کہا گیا
بازو نہیں ہیں پھر بھی ترے فیضِ عام سے
کیا کچھ ملا اُسے جو ترے در پہ آ گیا

جھوٹ کے مدِ مقابل ہے صداقتِ شبیرؐ
کوئی سچا ، کوئی مومن ، کوئی آیا ہوتا
کربلا کی کہیں ملتی نہیں دنیا میں مثال
دوسری کرب و بلا ہے تو دکھایا ہوتا
نوکِ نیزہ پہ تلاوتِ سرِ شبیرؐ نے کی
کیا یہ ممکن ہے کوئی حشر نہ برپا ہوتا ؟
شام کا ذکر ہوا سیدِ سجادؑ سے جب
وہ لہو آنکھ سے ٹپکا ، نہ ستایا ہوتا



حضرت عباسؓ کی نذر

وفا کا ذکر ہو آئیگا با وفا کا نام
 کہ جسکے بعد زباں پر ہے بس خدا کا نام
 کٹا کے ہاتھ یہ کیسا علم بلند کیا
 مٹا سکا نہ کوئی دین مصطفیٰ کا نام
 کتاب زیست میں معنی نئے وفا کو ملیں
 پڑھے جو غور سے عباسؓ با وفا کا نام
 ترے علم کے ہیں سائے میں منزلوں سے قریب
 یہ باب ، باب حوائج ہے اور جزا کا نام
 ادھر زمانہ نے دیکھا تقربِ عباسؓ
 ادھر حسینؑ کی طاعت کہ لو خدا کا نام
 پسروہ حیدر و زہراؑ کا غازی و صفدر
 اسی سے مانگ وہ ہے بخشش و سخا کا نام

وہ ہے قمر بنی ہاشم کا اور حرم کی آس
 دل اس کو دیکھ کے لیتا ہے مرتضیٰ کا نام
 عبادتیں تری ہونگی قبول شرط بھی سن
 ترے لبوں پہ رہے پنجتن ، خدا کا نام
 رضا ہمیں در غازی سے جو شرف مل جائے
 سدا لکھے یہ قلم ، شاہ کربلا کا نام



شعورِ گریہ و آہ و بکا ، فغاں ترا غم
عمیاں ہے حشرِ تلک ، دل میں ہے نہاں ترا غم
پا ہوئے تو اسے یوں گزر گئیں صدیاں
حدیثِ دل زدگاں ہے کہ قُربِ جاں ترا غم
فضائے کرب و بلا اب بھی یاد کرتی ہے
شہیدِ راہِ وفا جن سے ہے جواں ترا غم
مہ و بخومِ رسالت ہیں فرش پر بکھرے
ہے عرشِ گریہ کناں ، ذکرِ قُدسیاں ترا غم
تو ہے کہ مطلعِ انوارِ مصطفیٰ لاریب
ہے لالہ کی بنا ، ذکرِ دو جہاں ترا غم
زباں کو جُراتِ اظہار مل گئی بھی تو کیا
زباں کے بس میں کہاں جو کرے بیاں ترا غم
کروں سپردِ قلم گر روانیِ دریا
نہ لکھ سکے گا حکایاتِ خونچکاں ترا غم

مسح و سرمد و سقراط سب کے سب ہیں گواہ
مقابلہ میں کہاں انکے غم کہاں ترا غم
عبادتوں کی عبادت تری تہہ خنجر
غموں کا غم بخدا بحرِ بے کراں ترا غم
غمِ حسین سے خائفِ یزیدیت ہے سدا
سماں ہے غم کا سماں حشر کا سماں ترا غم
صیب و اکبر و اصغر شہید ہو کے رہے
ہر ایک عمر کے غم میں ہوا نہاں تیرا غم
رضاِ خلوص سے مولا کی نذر کرتا ہوں
یہ جان و دل کہ ہے جس میں سدا نہاں تیرا غم



جناب ریحانِ اعظمی کے دیئے گئے مصرعِ طرح پر
 ----- ”دلوں میں حُبِ علی بے حساب رکھتے ہیں۔“

میں کہا گیا سلام

عقیدتوں کے سفر کا ثواب رکھتے ہیں
 کہ شہرِ علم میں پہنچانے کٹر باب رکھتے ہیں
 فرازِ دار کا منبر ہو اور ثنائے علی
 پئے موڈتِ مولاً ، یہ خواب رکھتے ہیں
 زمانہ ایسی موڈت ہمیں بھی دکھلا دے
 دلوں میں حُبِ علی بے حساب رکھتے ہیں
 غمِ حسین میں رونے سے روکنے والو
 عزیز اسکو رسالت مآب رکھتے ہیں
 رہے گا حشر تک ایک غم ، غمِ شہید
 جہاں کے سارے غموں کا حساب رکھتے ہیں
 عبادِ سرورِ جہان کی ۔ لی کی اک شہرست
 حسابِ الکاظم اچھا حساب رکھتے ہیں

ہے حرفِ حرف تمنا ، ہے لفظِ لفظ دُعا
 وہ بالیقین انہیں بارِ یاب رکھتے ہیں
 اُن ہی کے در پہ جہینِ نیاز سجدہ ریز
 جو ہر دُعا کو مری مستجاب رکھتے ہیں
 بچا ہے فرشِ عزاء جو بھی چاہے آ جائے
 ہم ایک درسِ یہاں لاجواب رکھتے ہیں
 حسنین کا ہے وہ درسِ عظمتِ انساں
 کہ جس کا ایک مکمل نصاب رکھتے ہیں
 حسین وارثِ خلقِ عظیمِ مقل میں
 جو حُر سا ہو ، اُسے عزتِ مآب رکھتے ہیں
 علی کے چاہنے والوں کو زلزلہ سے غرض
 ثراب سے یہ کہیں بو تراب رکھتے ہیں
 نصیریوں کا خدا ہے علی ، میرا مولا
 رضا کو حشر میں جو لاجواب رکھتے ہیں



کاشفِ کنز و جیبِ ازنی کہتے ہیں
 اسمِ ربِّ جسکو ملے اسکو علی کہتے ہیں
 لب پہ ہو اسمِ محمدؐ کہ ہے اسمِ علیؑ
 پرتوِ اسمِ محمدؐ کو علی کہتے ہیں
 جسکے زخموں کی مشاعروں سے ہو دیں رخشندہ
 ایسے ہادی کو حسینؑ ابنِ علی کہتے ہیں
 ہے کوئی جسکی حلاوت ہو سرِ نوکِ سنان
 ایک ہے جسکو حسینؑ ابنِ علی کہتے ہیں
 آلِ احمدؑ کے فضائل کو تو یکتا دیکھا
 اور مصائب ہیں کہ جسکو ابدی کہتے ہیں
 دولتِ اشک جسے اُنکی مودت میں ملی
 وہ تو نگر ہے کہ مولا بھی غنی کہتے ہیں
 ایک غم ہے کہ حیاتِ ابدی جسکو ملی
 ہو وہ کتنا ہی خفی اُسکو جلی کہتے ہیں
 صاحبِ امر فقط آلِ محمدؐ ہیں رضا
 اُسکو مانو جسے وہ امر و نہی کہتے ہیں



غمِ شبیرِ دل و جاں سے لگائے ہوئے ہیں
 گریہ و آہ و بُکا روح پہ چھائے ہوئے ہیں
 یہ وہ غم ہے کہ جسے تابہ ابد رہنا ہے
 جسکا غم ہے وہ زمانوں کو رُلائے ہوئے ہیں
 علم کا شہرِ بنی ہے تو علیؑ اسکا در
 دیکھ لو کیسے بھکاری یہاں آئے ہوئے ہیں
 حیدری نعرہ لگا ، فتح نے لبیک کہا
 یہ وہ نعرہ ہے بنی جسکو لگائے ہوئے ہیں
 چہرہٴ شبیرِ خدا عکسِ خدا ہے بخدا
 گلِ ایمان پہ ہم ایماں تو لائے ہوئے ہیں
 آلِ احمدؑ کی مودت تو ملی روزِ ازل
 اور ابد تک ہم اسے دل میں بسائے ہوئے ہیں
 دین و دنیا کی ہو دولت پہ نہ ہو عشقِ علیؑ
 ٹھوکروں پر اسی دولت کو لگائے ہوئے ہیں
 کوئی تاثیر سی تاثیر ہے اس غم کی رضا
 اپنے سجدوں میں حرارت کوئی پائے ہوئے ہیں



وابستہ ہیں یوں دامن آلِ عباء سے ہم
 محشرِ تلک تو چھوٹ گئے ہر بلا سے ہم
 در در پہ جو بھٹکتا رہا ، پاسکا نہ در
 حید کے در پہ ہیں تو بچے اس سزا سے ہم
 حُبِ علی سے اجرِ رسالت ہوا ، ادا
 کتنے قریب آ گئے ربِ علی سے ہم
 محفل تو سج گئی جو ہوا ذکرِ بو تراب
 واللہ سرخرو ہوئے خیرالورا سے ہم
 کیا کیا ستم نہ تم نے سب آلِ مصطفیٰ
 لیتے رہیں گے درسِ وفا کربلا سے ہم
 نوکِ سناں پہ ناطقِ قرآن کا عزم دیکھ
 ہو گئے جدا کبھی نہ کلامِ خدا سے ہم
 انکو ہوا ہے حق سے عطا ، تاجِ ہل اتی
 سرشار آلِ پاک کی ہو گئے ولا سے ہم

قربانیوں کا حکم ملا ہے تو نقدِ جاں
 مولا کی نذر کر کے ڈریں کیوں قضا سے ہم
 مانگا غمِ حسین تو دنیا بدل گئی
 کیسی عطا ہے ، دور ہوئے ابتلاء سے ہم
 تہذیبِ خاندانِ رسالت سمجھ گئے
 اک عزمِ نو لئے ہوئے درسِ وفا سے ہم
 پہنچا دے یہ سلام ہمارا سوئے امام
 ہر صبح ملتجی ہوئے بادِ صبا سے ہم
 اشکِ عزاء سے بھر گیا رومالِ فاطمہؑ
 خلدِ بریں میں جائینگے اُنکی رضا سے ہم

بریدہ سر ہے ، تلاوت ہے اور گلوئے حسین
خدا کے لہجہ میں سُن لی ہے گفتگوئے حسین
نہ آرزوئے متاعِ جہاں ، نہ جاہ و حشم
طلب ہے حق کی ، تو پھر کر لے آرزوئے حسین
یزیدِ وقت سے ٹکرا کے کچھ نہ کھوئے گا
ٹھکا دیا ہے اگر سر کو روبروئے حسین
نمازِ عشق ادا ہوگی لے لے نامِ حسین
حصولِ بندگیء رب ہے جستجوئے حسین
عداوتوں کا عجب سلسلہ ہے تاحشر
عدوئے رب ہے ، عدوئے نبی ، عدوئے حسین
کسی نے نعتِ نبی اس طرح کہی ہوگی ؟
نبی کا ذکر ہے ، خنجر ہے اور گلوئے حسین

وضوئے آب و تیمم ہے عام ، ایک وضو
ہے خونِ اصغرِ بے شیر سے ، وضوئے حسین
ہے جن کے قبضہٴ قدرت میں کوثر و تنیم
نہ ان کی پیاس بجھی اور بھی نہ جوئے حسین
حسین تو نے بنایا زمیں کو عرشِ علی
نہ عرش پہ ہے کوئی کربلا ، نہ کوئے حسین
دیارِ نور میں تیرہ شبی سے دور رہے
نگاہِ خیرہ ہے دیکھا ہے جب سے روئے حسین
علی ہے وہ کہ جو مِلتی خُدائی چھوڑ گیا
علی ہے عبدِ خدا ، دیں ہے آبروئے حسین
زمانہ بھر کے غموں کے مقابلہ میں رضا
بس ایک غم کو لئے دِل ٹھکا ہے سوئے حسین